اُردو

بال بھارتی

تیسری جماعت

بھارت کا آئین

حصہ 4 الف

بنیادی فرائض

حصہ 51 الف

بنیادی فرائض – بھارت کے ہرشہری کا یہ فرض ہوگا کہ وہ...

(الف) آئین پر کاربند رہے اور اس کے نصب العین اور اداروں، قومی پرچم اور قومی ترانے کا احترام کرے۔

(ب) ان اعلیٰ نصب العین کو عزیز رکھے اور ان کی تقلید کرے جو آزادی کی تحریک میں قوم کی رہنمائی کرتے رہے ہیں۔

(ج) بھارت کے اقتدارِ اعلیٰ، اتحاد اور سالمیت کو مستحکم بنیادوں پر استوار کرکے ان کا تحفّظ کرے۔

(د) ملک کی حفاظت کرے اور جب ضرورت پڑے قومی خدمت انجام دے۔

(ہ) مذہبی، لسانی اور علاقائی وطبقاتی تفرقات سے قطع نظر بھارت کے عوام الناس کے مابین یک جہتی اور عام بھائی چارے کے جذبے کو فروغ دے نیز ایسی حرکات سے باز رہے جن سے خواتین کے وقار کو ٹھیس پہنچتی ہو۔

(و) ملک کی ملی جلی ثقافت کی قدر کرے اور اُسے برقرار رکھے۔

(ز) قدرتی ماحول کو جس میں جنگلات، جھیلیں، دریا اور جنگلی جانور شامل ہیں محفوظ رکھے اور بہتر بنائے اور جانداروں کے تئیں محبت وشفقت کا جذبہ رکھے۔

(ح) دانشورانہ رویے سے کام لے کر انسان دوستی اور تحقیقی واصلاحی شعور کو فروغ دے۔

(ط) قومی جائداد کا تحفظ کرے اور تشدد سے گریز کرے۔

(ی) تمام انفرادی اور اجتماعی شعبوں کی بہتر کارکردگی کے لیے کوشاں رہے تاکہ قوم متواتر ترقی وکامیابی کی منازل طے کرنے میں سرگرمِ عمل رہے۔

(ک) اگر ماں باپ یا ولی ہے، چھے سال سے چودہ سال تک کی عمر کے اپنے بچے یا وارڈ، جیسی بھی صورت ہو، کے لیے تعلیم کے مواقع فراہم کرے۔

محکمۂ تعلیمات سے منظور شدہ تحت نمبر:
پر۔ش۔س۔/ ۱۵-۲۰۱۴/ ۲۲۹۷/منظوری/ ڈی-۵۰۵/۱۰۶۲/۱۰رفروری ۲۰۱۴ء

اُردو

بال بھارتی

تیسری جماعت

2HH9ZR

اپنے اسمارٹ فون میں انسٹال کردہ Diksha App کے ذریعے درسی کتاب کے پہلے صفحے پر درج Q.R. code اسکین کرنے سے ڈیجیٹل درسی کتاب اور ہر سبق میں درج Q.R. code کے ذریعے متعلقہ سبق کی درس و تدریس کے لیے مفید سمعی و بصری ذرائع دستیاب ہوں گے۔

مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و ابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ

پہلا ایڈیشن : ۲۰۱۴ء (2014)

نواں ایڈیشن : ۲۰۲۲ء (2022)

© مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی وابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ-۴

نئے نصاب کے مطابق مجلسِ ادارت اور مجلسِ مشاورت نے اس کتاب کو ترتیب دیا ہے۔ اس کتاب کے جملہ حقوق مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی وابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ کے حق میں محفوظ ہیں۔ کتاب کا کوئی بھی حصہ ڈائرکٹر، مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی وابھیاس کرم سنشودھن منڈل کی تحریری اجازت کے بغیر شائع نہ کیا جائے۔

مجلسِ ادارت :

- ڈاکٹر سیّد یحییٰ نشیط (صدر)
- سلیم شہزاد (رکن)
- محمد حسن فاروقی (رکن)
- سرفراز آرزو (رکن)
- بیگم ریحانہ احمد (رکن)
- ڈاکٹر محمد الیاس فاضل (رکن)
- خان نوید الحق انعام الحق (رکن سکریٹری)

مجلسِ مشاورت :

- احمد اقبال
- مشتاق رضا
- ڈاکٹر قمر شریف
- فاروق سیّد

Co-ordinator : Khan Navedul Haque Inamul Haque
Special Officer for Urdu, Balbharati

Production : Shri Sachitanand Aphale, Chief Production Officer
Shri Sachin Mehta, Production Officer
Shri Nitin Wani, Assistant Production Officer

D.T.P. & Layout : Yusra Graphics,
Shop No. 5, Anamay Building, 305, Somwar Peth, Pune - 411 011

Artist : Shri Rajendra Girdhari

Cover : Shri Suhas Jagtap

Paper : 70 GSM Creamwove

Print Order : N/PB/2021-22/5,000

Printer : M/S. SOHAIL ENTERPRISES, THANE

Publisher : Shri Vivek Uttam Gosavi
Controller,
M.S. Bureau of Textbook Production,
Prabhadevi, Mumbai - 400 025

بھارت کا آئین

تمہید

ہم بھارت کے عوام متانت وسنجیدگی سے عزم کرتے ہیں کہ بھارت کو
ایک مقتدر سماج وادی غیر مذہبی عوامی جمہوریہ بنائیں
اوراس کے تمام شہریوں کے لیے حاصل کریں:

انصاف، سماجی، معاشی اور سیاسی؛

آزادی خیال، اظہار، عقیدہ، دین اور عبادت؛

مساوات بہ اعتبارِ حیثیت اور موقع،

اوران سب میں

اُخوّت کو ترقّی دیں جس سے فرد کی عظمت اور قوم کے اتحاد اور
سالمیت کا تیقّن ہو؛

اپنی آئین ساز اسمبلی میں آج چھبّیس نومبر ۱۹۴۹ء کو یہ آئین
ذریعۂ ہٰذا اختیار کرتے ہیں،
وضع کرتے ہیں اور اپنے آپ پر نافذ کرتے ہیں۔

راشٹر گیت

جَن گَن مَن - اَدِھ نایک جَیَہ ہے
بھارَت - بھاگیہ وِدھاتا۔

پنجاب، سِندھ، گُجرات، مَراٹھا
دراوِڑ، اُتکَل، بَنگ،

وِندھیہ، ہِماچل، یَمُنا، گنگا،
اُچّھل جَل دِھ تَرَنگ،

تَوشُبھ نامے جاگے، تَوشُبھ آشِس ماگے،
گاہے تَوجَیَہ گاتھا،

جَن گَن منگل دایک جَیَہ ہے،
بھارَت - بھاگیہ وِدھاتا۔

جَیَہ ہے، جَیَہ ہے، جَیَہ ہے،
جَیَہ جَیَہ جَیَہ، جَیَہ ہے۔

عہد

بھارت میرا ملک ہے۔ سب بھارتی میرے بھائی اور بہنیں ہیں۔

مجھے اپنے وطن سے پیار ہے اور مَیں اس کے عظیم و گونا گوں وِرثے پر فخر محسوس کرتا ہوں۔ مَیں ہمیشہ اِس ورثے کے قابل بننے کی کوشش کروں گا۔

میں اپنے والدین، استادوں اور بزرگوں کی عزّت کروں گا اور ہر ایک سے خوش اخلاقی کا برتاؤ کروں گا۔

میں اپنے ملک اور اپنے لوگوں کے لیے خود کو وقف کرنے کی قسم کھاتا ہوں۔ اُن کی بہتری اور خوش حالی ہی میں میری خوشی ہے۔

پیش لفظ

''بچوں کے لیے لازمی ومفت تعلیم کے حق کا قانون ۲۰۰۹ء'' اور ''درسیات کا قومی خاکہ ۲۰۰۵ء'' کو مدنظر رکھ کر ریاست مہاراشٹر میں ''پرائمری تعلیم کا نصاب ۲۰۱۲ء'' تیار کیا گیا۔ ادارہ بال بھارتی نے تعلیمی سال ۱۴-۲۰۱۳ء سے حکومت مہاراشٹر کے منظور کردہ اس نصاب پر مبنی پہلی سے آٹھویں جماعت کی اُردو زباندانی کی درسی کتابوں کا نیا سلسلہ بتدریج شائع کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس سلسلے کی تیسری جماعت کی درسی کتاب آپ کے ہاتھوں میں دیتے ہوئے ہمیں بڑی مسرت ہو رہی ہے۔

تیسری جماعت ابتدائی تعلیم کا تیسرا مرحلہ ہے۔ بچے غیر رسمی طور پر اپنے گھر اور اطراف کے ماحول میں سُنی ہوئی باتیں سمجھ لیتے ہیں اور اپنے خیالات کا اظہار بھی کر سکتے ہیں۔ اسکول میں داخلہ لینے کے بعد بچوں کے زبان سیکھنے کا سلسلہ باقاعدہ شروع ہوتا ہے۔ اس جماعت کے بچے زبان سیکھنے کے پہلے مرحلے سے گزر کر تیسری جماعت میں داخل ہو چکے ہیں۔

ابتدائی جماعتوں کے بچے کم سن ہوتے ہیں۔ ان میں دیکھنے، سننے اور بولنے کی صلاحیتوں کو فروغ دینے اور اکتساب میں سہولت پیدا کرنے کی غرض سے اس درسی کتاب کو زیادہ سے زیادہ دلچسپ اور مسرت بخش بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے متنِ کتاب میں ایسی مترنم نظموں اور گیتوں کو شامل کیا گیا ہے جنھیں بچے آسانی سے اجتماعی اور انفرادی طور پر گنگنا اور گا سکیں۔ ساتھ ہی ایسی تصویریں متن کے ساتھ شامل ہیں جن سے بچے لطف اندوز ہو سکیں۔ اس کتاب کا مواد انتہائی دلچسپ اور طلبہ کی روزمرہ زندگی سے مربوط ہے اس لیے یقیناً یہ اسباق طلبہ میں مطالعے کا ذوق وشوق پیدا کریں گے۔

ہر سبق کے آخر میں مشقیں بھی دی گئی ہیں جن میں زباندانی کی افہام وتفہیم کے تنوع کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ ان مشقوں میں مواد پر مبنی نیز دیگر تفہیمی سوالات کے ساتھ ساتھ طلبہ کی زباندانی کی مہارتوں کی نشوونما کے نقطۂ نظر سے خود آموزی کی مختلف سرگرمیاں بھی شامل کی گئی ہیں۔ مشق کی غیر معمولی اہمیت کے پیشِ نظر اس کتاب کے ساتھ ساتھ مشقی بیاض بھی شائع کی جا رہی ہے جس میں مزید مشقیں شامل کی گئی ہیں۔ توقع ہے کہ مشقی سوالات حل کرانے میں اساتذہ اور سرپرست بھی دلچسپی کا مظاہرہ کریں گے۔

زیرِ نظر درسی کتاب میں ماحولیات سے متعلق اسباق بھی شامل ہیں۔ درس وتدریس کے دوران اساتذہ اس امر کو ملحوظ رکھیں کہ جماعت میں جو کچھ سکھایا جائے، وہ اسکول سے باہر کی دنیا اور روزمرہ زندگی کے معاملات سے لازمی طور پر مربوط ہو۔

کتاب کو حتی الامکان معیاری اور بے عیب بنانے کے لیے اس کا مسودہ مہاراشٹر کے مختلف علاقوں کے منتخب اساتذہ، ماہرینِ تعلیم اور ماہرینِ زبان کی خدمت میں تبصرہ کے لیے پیش کیا گیا تھا۔ اُن کے پیش کردہ مشوروں اور تجاویز کی روشنی میں مسودے میں ضروری ترمیم کر کے اسے قطعی شکل دی گئی ہے۔

اس موقع پر ادارہ اُردو لسانی کمیٹی کے ان لائق ماہرین کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے جو نہ صرف اس کتاب کی ترتیب وتدوین سے متعلق سرگرمیوں میں خلوص وتندہی سے مصروف رہے بلکہ اس کتاب کی تیاری کے ہر پہلو سے دلی طور پر وابستہ رہے۔ اِدارہ خصوصی طور پر بشیر احمد انصاری اور سلام بن رزّاق صاحبان کا شکر گزار ہے جن کے گراں قدر تعاون کے بغیر اس کتاب کا مسودہ تکمیل نہ پاتا۔ اسی طرح ان تمام ماہرینِ تعلیم، اساتذہ، مصوّر، مجلسِ ادارت اور مجلسِ عاملہ کا بھی تہِ دل سے شکر گزار ہے جن کے تعاون سے یہ کتاب پایۂ تکمیل کو پہنچی ہے۔ توقع ہے کہ طلبہ، اساتذہ اور سرپرست اس کتاب کا خیر مقدم کریں گے۔

(چندرمنی بورکر)
ڈائرکٹر
مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و
ابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ-۴

پونہ۔
تاریخ: 20-2-2014

آموزشی ماحصل-تیسری جماعت

تجویز کردہ طریقۂ تعلیم

تمام طلبہ کو (مخصوص توجہ کے مستحق بچوں کے ساتھ) انفرادی یا اجتماعی طور پر عمل کرنے کے لیے درج ذیل اُمور کی ترغیب دی جائے:

- کہانی، واقعہ، نظم وغیرہ سننے کا موقع فراہم کرنا اور ردِّ عمل کا موقع دینا۔
- اپنی زبان میں بولنے، بحث کرنے کی مکمل آزادی اور موقع دینا۔
- سنی ہوئی کہانی، نظم، قصہ وغیرہ کو اپنے طریقے میں اور اپنی زبان میں سنانا/سوالات پوچھنا اور اسی طرح اس میں اپنے خیالات کا اضافہ کرنا۔
- آس پاس وقوع پذیر واقعات اور حالات کے بارے میں بچوں کے ذریعے بولی جانے والی زبان میں سنانا۔ از سرِ نو کہانی/نظم سنانے کا موقع دینا تا کہ ان کی اپنی زبان کو جماعت میں وقعت حاصل ہو اور بچوں کے ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ ہو اور ان کے اظہارِ خیال کی ترقی کا موقع بھی ملے۔
- گوشۂ مطالعہ/ لائبریری میں بچوں کی سطح کے لحاظ سے مختلف زبانوں میں (بچوں کی خود کی زبان/ دیگر زبانوں میں) تفریحی مواد جیسے بچوں کا ادب، بچوں کے پوسٹر، بورڈ، سمعی و بصری وسائل دستیاب کرنا۔
- مختلف قسم کی کہانیوں، نظموں وغیرہ کو تصویروں کی مدد سے سمجھنا اور سمجھانا۔
- مختلف مقاصد کو ذہن میں رکھ کر درس کے مختلف مراحل کو جماعت میں مناسب مقام دینا۔ جیسے کسی کہانی سے معلومات تلاش کرنا، کسی واقعے یا کردار سے متعلق اپنی منطق یا رائے پیش کرنا وغیرہ۔
- سنی ہوئی، دیکھی ہوئی کہانی کو اپنے طریقے سے لکھنا۔
- اپنی زبان سیکھنے کے لیے نئے الفاظ اور جملے استعمال کرنا۔
- حوالہ اور مقاصد کے لحاظ سے مفید الفاظ اور جملوں کا مطالعہ کر کے ان کو پیش کرنا۔
- اپنا خاندان، اسکول، ماحول، کھیل کا میدان، گاؤں کے چوک اس طرح کے موضوعات پر یا خود کے منتخب کردہ عنوانات پر خود کے خیالات لکھ کر ایک دوسرے کو سنانا۔
- ایک دوسرے کی لکھی کہانی سننے، پڑھنے اور اس پر اپنی رائے کا اظہار کرنا اور اس میں اپنے خیالات کا اضافہ کر کے مختلف طریقوں سے لکھنا۔

آموزشی ماحصل

طالب علم

03.04.01 سنی ہوئی کہانی، واقعہ، نظم غور سے سنتا ہے اور اپنا ردِّ عمل ظاہر کرتا ہے۔

03.04.02 کہانی، نظم وغیرہ کو مناسب اُتار چڑھاؤ، روانی، ترنم اور مناسب لب و لہجے میں سناتا ہے۔

03.04.03 سنی ہوئی کہانی، نظم، کردار، عنوان وغیرہ کے بارے میں بات چیت کرتا ہے، سوالات کرتا ہے، اپنا ردِّ عمل ظاہر کرتا ہے، اپنی رائے دیتا ہے اور اپنی رائے کو اپنے اندازِ بیان میں ظاہر کرتا ہے۔

03.04.04 اپنے آس پاس وقوع پذیر ہونے والے واقعے اور مختلف حالات میں خود کے مشاہدے بیان کرتا ہے، اس پر مباحثہ کرتا ہے اور سوالات پوچھتا ہے۔

03.04.05 کہانی، نظم یا دیگر ادبی اصناف کو سمجھتے ہوئے ان میں ذاتی معلومات کا اضافہ کرتا ہے۔

03.04.06 مختلف اصنافِ تحریر (مثلاً اخبار، ادبِ اطفال، اشتہار وغیرہ) سمجھتے ہوئے پڑھنے کے بعد اس پر مبنی سوالات پوچھتا ہے، اپنی رائے دیتا ہے، استاد اور دوستوں کے ساتھ مباحثہ کرتا ہے اور پوچھے ہوئے سوالوں کے جواب تحریری، زبانی صورت اور اشاراتی زبان میں دیتا ہے۔

03.04.07 مختلف اصنافِ ادب میں آئے ہوئے نئے الفاظ کے معنی سمجھتا ہے اور ان کے مطلب کا تعین کرتا ہے۔

03.04.08 مختلف قسم کی کہانیوں، نظموں وغیرہ اصناف کی خصوصیات پہچان کر ان کا مناسب استعمال کرتا ہے۔ (مثلاً لفظوں کی تشکیلِ نو، اسم، اسمِ عام، علاماتِ اوقاف وغیرہ)

03.04.09 کہانیاں سمجھتے ہوئے پڑھتا ہے اور ان پر مبنی سوالات پوچھتا ہے، رائے کا اظہار کرتا ہے، لکھتا ہے، استاد اور دوستوں کے ساتھ مباحثہ کرتا ہے۔

03.04.10 خود کی خواہش سے یا معلم/معلّمہ کی طے کردہ سرگرمیوں میں نئے الفاظ/جملے کے صحیح املا سے آگاہی حاصل کرتے ہوئے مناسب طریقے سے لکھتا ہے۔

03.04.11 مختلف مقاصد کے تحت لکھتے وقت حوالے اور مقصد کا خیال رکھتے ہوئے اپنی تحریر میں الفاظ کا انتخاب، جملوں کی بندش اور تحریر کی نوعیت کے مطابق لکھتا ہے جیسے دوست کو خط لکھنا، دیواری اخبار کی تدوین کرنا وغیرہ۔

03.04.12 مختلف مقاصد کے تحت موضوعات کو مدنظر رکھ کر لکھتے وقت اپنی تحریر میں علاماتِ اوقاف (جیسے وقفہ، ختمہ، سوالیہ نشان) کا مناسب استعمال کرتا ہے۔

03.04.13 مختلف اصنافِ تحریر (اخبارات، ادبِ اطفال، اشتہار) سمجھتے ہوئے پڑھنا، اس پر اپنی رائے کا اظہار کرنا اور پوچھے ہوئے سوالوں کے جواب تحریری وغیرہ میں دیتا ہے۔

فہرست

✱	زبانی اور عملی کام کے لیے مواد			
✦	موٹر سائیکل	(نظم)	وفا فرخ آبادی	۱
✦	کتنا اچّھا پھل ہے آم	(نظم)	ماخوذ	۲
✦	ننّھی چیونٹی		ماخوذ	۳
✦	اتّحاد میں برکت ہے		نیّر ندیم	۴
۱۔	دعا	(نظم)	ماخوذ	۶
۲۔	حضرت حلیمہؓ		ڈاکٹر سیّد یحییٰ نشیط	۸
۳۔	میٹھے بول میں جادو ہے		ماخوذ	۱۱
۴۔	سونے والو! جاگو	(نظم)	حفیظؔ جالندھری	۱۴
۵۔	نَو کا چکّر		شیخ قاسم رضا	۱۶
۶۔	آؤ دسترخوان بچھائیں	(نظم)	مائلؔ خیرآبادی	۱۹
۷۔	چاند بی بی		ماخوذ	۲۱
۸۔	سنترا		ماخوذ	۲۴
۹۔	باغ کی سَیر	(نظم)	شفیع الدین نیّرؔ	۲۷
۱۰۔	لومڑی اور کچھوا		سلیم شہزاد	۲۹
۱۱۔	ٹیلی فون سے موبائل تک		بشیر احمد انصاری	۳۳
۱۲۔	اِفطاری		نورالعین علی	۳۷
۱۳۔	مَیں اچّھا بنوں گا	(نظم)	تلوک چند محرومؔ	۴۱

*	زبانی اور عملی کام کے لیے مواد			
✣	نٹ کھٹ بچّی	(نظم)	جگن ناتھ آزاد	۴۳
✣	چوہا اور بِلّی	(نظم)	شمسؔ دیوبندی	۴۴
✣	فقیر کی ایمانداری		محمد حسن فاروقی	۴۵
✣	دھوبی کی چالاکی		احمد جمال پاشا	۴۶
۱۴۔	بہادُر جوزف		مشتاق رضا	۴۸
۱۵۔	سیوا گرام		محمد احمد فردوسی	۵۱
۱۶۔	اُردو زباں ہماری	(نظم)	حافظ باقویؔ	۵۴
۱۷۔	کوئی کام چھوٹا نہیں		ماخوذ	۵۶
۱۸۔	دھیرے دھیرے	(نظم)	عطاء الرّحمٰن طارقؔ	۵۹
۱۹۔	سونے کا درخت		احمد اقبال	۶۱
۲۰۔	کاغذ کی ناؤ	(نظم)	اخترؔ شیرانی	۶۴
۲۱۔	اپنی مدد آپ		ڈاکٹر جمیل جالبی	۶۶
۲۲۔	ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر		سلام بن رزّاق	۶۹
۲۳۔	رَس کی کھیر	(نظم)	خلیلؔ محمودی	۷۲
۲۴۔	دِل نہ دُکھے		ماخوذ	۷۴
۲۵۔	وطن کا گیت	(نظم)	ماخوذ	۷۸

موٹر سائیکل

ہدایت: صفحہ ۱ سے ۵ تک دیا گیا مواد زبانی تدریس کے لیے ہے۔ یہاں دی ہوئی نظموں کو استاد زبانی یاد کر کے پہلے سیدھی سادی لَے میں پڑھے اور طلبہ صرف سنیں۔ دوسری مرتبہ استاد لَے کے بغیر سنائے۔ تیسری مرتبہ استاد ایک ایک مصرعہ پڑھے اور طلبہ دُہرائیں۔ چوتھی مرتبہ استاد اور طلبہ مل کر پڑھیں۔

پھٹ پھٹ پھٹ پھٹ کرنے والی
میلوں کا دَم بھرنے والی

آن بڑی ہے ، شان بڑی ہے
دو پہیّوں میں جان بڑی ہے

جنگل بستی شور مچاتی
سڑکوں پر ہے دوڑ لگاتی

دانہ چارا کچھ نہیں کھاتی
پھر بھی کوسوں دوڑ کے جاتی

تھک جانے کا نام نہیں ہے
بیٹھے رہنا کام نہیں ہے

سرپَٹ دوڑ کے جانے والی
جَھٹ پَٹ کام بنانے والی

(وَفاؔ فرخ آبادی)

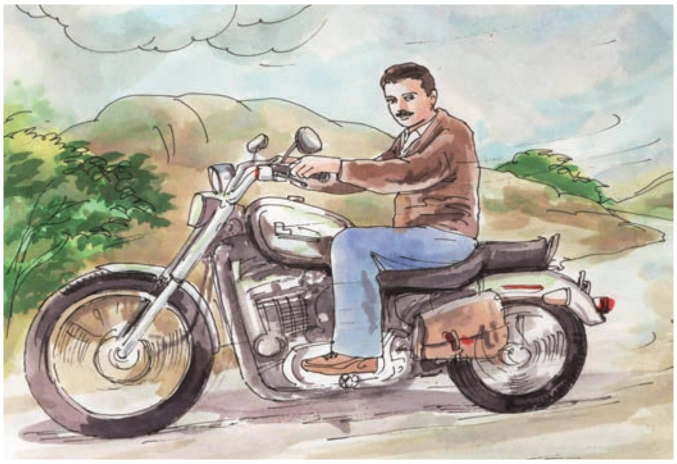

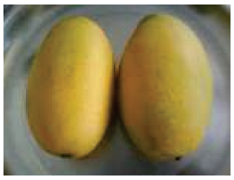

کتنا اچّھا پھل ہے آم

ملتا ہے یہ سستے دام
کتنا اچّھا پھل ہے آم

گودے دار ، رسیلا بھی
کھٹّا بھی ہے میٹھا بھی
کتنا اچّھا پھل ہے آم

چٹنی ، شربت اور اچار
اس کا مُربّہ ذائقے دار
کتنا اچّھا پھل ہے آم

آم دسہری ہے مشہور
لنگڑا بھی رس سے بھرپور
کتنا اچّھا پھل ہے آم

ملتا ہے یہ سستے دام
کتنا اچّھا پھل ہے آم

(ماخوذ)

ننھّی چیونٹی

ہدایت: استاد آواز کے مناسب اُتار چڑھاو، چہرے کے تاثرات اور مناسب حرکات وسکنات کے ساتھ طلبہ کو کہانی سنائے۔ اس کے بعد طلبہ سے کہانی سنانے کے لیے کہے۔ چھوٹے چھوٹے سوالات پوچھ کر جانچ لے کہ طلبہ نے سمجھ کر سنا ہے۔

کسی جگہ بہت سی چیونٹیاں رہتی تھیں۔ وہ روزانہ خوراک جمع کرنے کے لیے اپنے گھروں سے نکلتی تھیں۔ ان میں ایک ننھّی چیونٹی بھی تھی جو ہر روز اپنی بوڑھی ماں کے ساتھ خوراک جمع کرنے جاتی تھی۔ ایک دِن اُس نے اپنی ماں سے کہا، ”امّی! آپ بوڑھی ہوگئی ہیں۔ بیمار بھی رہتی ہیں۔ اب آپ آرام کیجیے۔ کل سے خوراک جمع کرنے کے لیے مَیں اکیلی جاؤں گی۔“ ماں نے کہا، ”بیٹی! تم نے ٹھیک کہا لیکن خیال رکھنا برسات کے دن قریب ہیں۔ بارش شرو ع ہونے سے پہلے ہمیں زیادہ سے زیادہ خوراک جمع کر لینی چاہیے۔ بارش میں باہر نکلنا بہت مشکل ہوتا ہے۔“

دؤسرے دِن ننھّی چیونٹی دؤسری چیونٹیوں کے ساتھ خوراک جمع کرنے نکلی۔ وہ بڑی چیونٹیوں کی طرح بڑے دانے نہیں اُٹھا سکتی تھی۔ چھوٹے چھوٹے دانے لاتی تھی۔ وہ اس دن زیادہ خوراک جمع نہ کر سکی۔

ننھّی چیونٹی اُداس ہوگئی۔ وہ اپنی خالہ کے گھر پہنچی اور انھیں اپنی پریشانی بتاتے ہوئے کہا، ”خالہ جان! بڑی چیونٹیاں تو بڑے بڑے دانے اُٹھا لیتی ہیں۔ وہ زیادہ خوراک جمع کر لیتی ہیں لیکن میں بڑے دانے نہیں اُٹھا سکتی۔ زیادہ خوراک جمع نہ ہوئی تو برسات میں ہمیں بڑی پریشانی ہوگی۔“

خالہ نے اُسے تسلّی دی، ”بیٹی! دِل چھوٹا نہ کرو۔ کل سے ہم ایک ساتھ دانہ جمع کرنے نکلیں گے۔ تم میرے گھر میں چھوٹے چھوٹے دانے جمع کرنا، میں بڑے بڑے دانے تمھارے گھر پہنچاؤں گی۔“ ننھّی چیونٹی خالہ کی بات سُن کر خوش خوش گھر لوٹی۔ اب وہ روزانہ پابندی سے چھوٹے دانے اپنی خالہ کے گھر پہنچانے لگی۔ خالہ بڑے دانے ننھّی چیونٹی کے گھر پہنچا دیتی۔ یہ سلسلہ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ بارش کا موسم آ پہنچا۔

ایک دن ننھّی چیونٹی اپنے گھر میں خالہ کے لائے ہوئے دانوں کو دیکھ کر بہت خوش تھی۔ اُس نے اپنی ماں سے کہا، ”امّی! ہمیں خالہ کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ انھوں نے ہمارے لیے کتنی خوراک جمع کر دی ہے۔“ ماں نے کہا، ”تم نے بالکل صحیح کہا۔ چلو چل کر تمھاری خالہ کا شکریہ ادا کریں۔“

ننھّی چیونٹی اپنی ماں کے ساتھ خالہ کے گھر پہنچی۔ اس نے خالہ کا شکریہ ادا کیا اور کہا، ”خالہ جان! آپ کی وجہ سے

ہمارے گھر میں بہت خوراک جمع ہوگئی ہے۔ اب بارش کا موسم آرام سے گزر جائے گا۔" خالہ نے اس کی بات سُن کر مسکراتے ہوئے کہا، "شکریہ تو مجھے تمھارا ادا کرنا چاہیے۔ ذرا غور سے دیکھو، تم نے جو چھوٹے چھوٹے دانے جمع کیے ہیں، وہ کتنے زیادہ ہیں۔ میرے جمع کیے ہوئے دانوں سے بھی بہت زیادہ۔" ننھّی چیونٹی اپنے جمع کیے ہوئے دانوں کو دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئی۔ وہ سیکڑوں کی تعداد میں تھے۔ خالہ نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا، "حیران ہونے کی کیا بات ہے۔ دراصل تم نے بڑی چیونٹیوں سے کم محنت نہیں کی۔ یہ سب تمھاری محنت اور باقاعدگی سے کام کرنے کا نتیجہ ہے۔" (ماخوذ)

اتّحاد میں برکت ہے

کسی گاؤں میں ایک کسان رہتا تھا۔ وہ بڑا ہی نیک اور شریف تھا۔ اس کے چار بیٹے تھے۔ خوب ہٹّے کٹّے اور صحت مند مگر کسی میں باپ کی کوئی خوبی نہ تھی۔ چاروں کے چاروں بے حد لڑاکا اور جھگڑالو تھے۔ ہر وقت کسی نہ کسی بات پر لڑتے رہتے تھے۔ ایک دوسرے کو مارنا پیٹنا تو اُن کا روزانہ کا کھیل تھا۔ کسان کو اُن کی ایسی حرکتوں پر بہت دُکھ ہوتا۔ اُس نے کئی بار اُنھیں سمجھانے کی کوشش کی کہ آپس میں لڑنا جھگڑنا بہت بُری بات ہے۔ وہ باپ کی باتوں کو ایک کان سے سنتے اور دوسرے کان سے اُڑا دیتے۔

بے چارہ کسان بے حد پریشان تھا۔ وہ رات دن یہی دُعا مانگتا کہ اللہ میرے بچّوں کو عقل اور سمجھ دے۔ ایک دن وہ بیٹھا بچّوں ہی کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اُسے ایک ترکیب سوجھی۔ اُس نے ایک درخت کی بہت ساری پتلی پتلی شاخیں جمع کیں۔ دس دس شاخوں کو رسّی سے باندھ کر چار گٹھے بنائے۔ لڑکوں کو بُلایا۔ جب چاروں لڑکے آئے تو اس نے ہر لڑکے کو ایک گٹھّا دیا۔ لڑکے حیرت سے کبھی کسان کو دیکھتے، کبھی ایک دوسرے کا منہ تکنے لگتے۔ اُن کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر ماجرا کیا ہے؟

کسان نے مسکرا کر کہا، ”بچّو! آؤ آج ہم ایک کھیل کھیلیں۔ یہ گٹھے جو مَیں نے تم لوگوں کو دیے ہیں تمھیں اُن کو توڑنا ہے۔“

لڑکوں نے اُسے ایسی نظروں سے دیکھا جیسے کہنا چاہتے ہوں، یہ کون سی بڑی بات ہے۔

کسان نے پھر کہا، ”تو شروع ہو جاؤ۔ دیکھیں سب سے پہلے گٹھا کون توڑتا ہے؟“

چاروں لڑکے اپنے اپنے گٹھے کو توڑنے کی کوشش کرنے لگے۔ وہ کافی دیر تک طاقت آزماتے رہے۔ اپنے جسم کا سارا زور لگاتے رہے مگر اُن میں سے کوئی بھی اپنا گٹھا توڑ نہ پایا۔ جب وہ تھک ہار کر سُست پڑ گئے تو کسان نے اُن سے کہا، ”ٹھیک ہے، لاؤ گٹھے مجھے دے دو۔“

لڑکوں نے گٹھے کسان کو دے دیے۔ کسان نے ایک گٹھا کھولا۔ شاخوں کو الگ کیا اور ہر بیٹے کو ایک ایک شاخ دی اور کہا، ”اب اسے توڑو۔“

چاروں نے فوراً کٹ کٹ چاروں شاخیں توڑ دیں۔

تب کسان بولا، ”دیکھا بچّو! جب یہ شاخیں ایک دوسرے کے ساتھ جُڑی تھیں، تم اُن کو نہیں توڑ سکے تھے مگر جب یہ الگ الگ ہو گئیں تو تم نے کتنی آسانی سے اُنھیں توڑ دیا۔“

لڑکے خاموشی کے ساتھ باپ کی بات سُنتے رہے۔

کسان نے اُن سے کہا، ”یاد رکھو! اگر تم مِل جُل کر رہو گے تو کوئی تمھارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ جب تم الگ الگ ہو جاؤ گے تو کوئی بھی بڑی آسانی سے تمھیں نقصان پہنچائے گا۔ جاؤ کھیلو کُودو مگر آپس میں لڑنا جھگڑنا چھوڑ دو۔ مِل جُل کر رہو، سمجھ گئے تم۔“

لڑکوں نے 'ہاں' میں سر ہلایا اور ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے باہر نکل گئے۔ کسان مُسکراتا ہوا اُنھیں دیکھتا رہا۔ (نیّر ندیم)

۱

2HR62E

دُعا

ہاتھ اُٹھائے سر کو جُھکائے
تیرے کرم کی آس لگائے

ہم آئے ہیں تیرے در پر
ہم پہ خُدایا ، ایک نظر کر

رحمت سے دِن پھیر ہمارے
ہم جیتے ہیں تیرے سہارے

نام پہ تیرے جان فِدا ہو
کوئی نہ دِل میں تیرے سِوا ہو

سیدھی راہ دِکھادے ہم کو
نیک اِنسان بنا دے ہم کو

راحت دے دے ، عِزّت دے دے
عِلم و ہُنر کی دولت دے دے

(ماخوذ)

کرم - مہربانی

آس - اُمید

در - دروازہ

خُدایا - اے خدا

دِن پھیرنا - اچھے دن لانا

فِدا - قربان

راحت - خوشی

مشق

ایک جملے میں جواب لکھو:

۱۔ بچّے خدا سے کس طرح دُعا مانگ رہے ہیں؟

۲۔ ہم کس کے سہارے جیتے ہیں؟

۳۔ بچّے خدا کے نام پر کیا فِدا کرنا چاہتے ہیں؟

جوڑیاں لگاؤ:

ہم آئے ہیں تیرے در پر	کوئی نہ دِل میں تیرے سِوا ہو
نام پہ تیرے جان فِدا ہو	عِلم و ہُنر کی دولت دے دے
سیدھی راہ دکھا دے ہم کو	ہم پہ خُدایا ، ایک نظر کر
راحت دے دے ،عزّت دے دے	نیک اِنسان بنا دے ہم کو

اس نظم کو زبانی یاد کر کے روزانہ اسکول میں پڑھو۔

۲

حضرت حلیمہؓ

2X1242

عرب کے لوگ اپنے چھوٹے بچّوں کو پرورش کے لیے دیہاتوں میں رہنے والے بدّوؤں کے گھر بھیج دیا کرتے تھے۔ بدّو عورتیں ان بچّوں کو دُودھ پلاتی اور ان کی دیکھ بھال کرتی تھیں۔ غریب عورتوں کے لیے روزی کمانے کا یہ ایک ذریعہ تھا۔ بی بی حلیمہؓ بھی بچّوں کو دُودھ پِلانے کا کام کرتی تھیں۔ وہ ہمارے پیارے رسُول حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم کی دایہ تھیں۔ انھوں نے آپؐ کو دُودھ پِلایا تھا۔ اس لیے انھیں دائی حلیمہؓ بھی کہتے ہیں۔

بی بی حلیمہؓ کے شوہر کا نام حارِث تھا۔ وہ ایک غریب آدمی تھے اس لیے بی بی حلیمہؓ محنت مزدُوری میں اپنے شوہر کا ہاتھ بٹاتیں۔ ایک مرتبہ بی بی حلیمہؓ کے گاؤں کی چند عورتیں دُودھ پینے والے بچّوں کی تلاش میں مکّہ پہنچیں۔ بی بی حلیمہؓ بھی اپنے چھوٹے بچّے اور شوہر کے ساتھ اس قافلے میں شامل تھیں۔ سواری کے لیے ان کے پاس ایک کمزور اونٹنی تھی جو قافلے میں سب سے پیچھے رہ جاتی۔ بڑی مشکل سے وہ مکّہ پہنچے۔

ہمارے رسولؐ کی والدہ حضرت آمنہؓ حضورؐ کو کسی دایہ کے سپرد کرنا چاہتی تھیں، مگر جب پتہ چلتا کہ آپؐ یتیم ہیں تو عورتیں آپؐ کو لینے سے انکار کر دیتیں۔ بی بی حلیمہؓ کمزور اور غریب تھیں اس وجہ سے مکّے کی کسی خاتون نے اپنے بچّے کو دُودھ پلانے کے لیے اُن کے حوالے نہیں کیا۔ بی بی حلیمہؓ بھی خالی ہاتھ لَوٹنا نہیں چاہتی تھیں۔ اُنھوں نے اپنے شوہر سے کہا کہ ہم اس یتیم بچّے ہی کو لے جائیں گے۔ وہ اس بچّے کو لے کر جیسے ہی اپنی اونٹنی پر سوار ہوئیں تو اُس کمزور اونٹنی میں جیسے جان پڑ گئی۔ وہ تیزی سے دوڑنے لگی۔ اُس نے دُودھ دینا بند کر دیا تھا مگر اب وہ دُودھ دینے لگی۔ یہ دیکھ کر قافلے کی عورتوں کو بڑا تعجّب ہوا۔

بی بی حلیمہؓ حضرت محمّدؐ کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ اُن کی بڑی بیٹی شَیماء اُن کی غیر حاضری میں آپؐ کو سنبھالا کرتی تھی۔ چار پانچ برس کی عمر میں بی بی حلیمہؓ نے حضرت محمّدؐ کو اُن کی والدہ کے پاس لَوٹا دیا۔ اب آپؐ اپنی والدہ کے ساتھ رہنے لگے۔ جب چھے برس کے ہوئے تو آپؐ کی والدہ حضرت آمنہؓ کا انتقال ہو گیا۔ پھر دادا اور چچا نے آپؐ کی پرورش کی۔ آپؐ کے نبی ہونے کے چند برسوں بعد جب بی بی حلیمہؓ کی ایک بہن نے اُن کے انتقال کی خبر دی تو آپؐ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔

ایک جنگ میں جب آپؐ کی جیت ہوئی تو قیدی آپؐ کے سامنے لائے گئے۔ اُن میں شَیماء بھی تھی۔ آپؐ نے اسے پہچان لیا اور آزاد کر کے بڑی عزّت کے ساتھ اس کے خاندان والوں کے پاس بھیج دیا۔ جب آپؐ کو یہ بتایا گیا کہ قیدیوں میں دائی حلیمہؓ کی بہنیں بھی ہیں تو آپؐ نے اپنے حصّے میں آئے ہوئے تمام لوگوں کو آزاد کر دیا۔ یہ دیکھ کر مدینے کے لوگوں نے بھی اپنے قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ اس طرح اللہ کے رسولؐ اور بی بی حلیمہؓ کے تعلّق کی وجہ سے چھے ہزار قیدی آزاد کر دیے گئے۔

(ڈاکٹر سیّد یحییٰ نشیط)

پرورش کرنا	–	پالنا پوسنا
دایہ	–	بچّوں کو کھلانے پلانے، سنبھالنے والی
بدّو	–	دیہات میں رہنے والے عرب
قافلہ	–	ایک ساتھ سفر کرنے والے بہت سے لوگ
سپرد کرنا	–	حوالے کرنا
یتیم	–	جس کے باپ کا انتقال ہو گیا ہو
انتقال ہونا	–	مرجانا

مشق

❁ **ایک جملے میں جواب لکھو:**

۱۔ عرب کے لوگ اپنے چھوٹے بچّوں کو کہاں بھیجتے تھے؟

۲۔ کون سی عورتیں عرب کے بچّوں کی پرورش کرتی تھیں؟

۳۔ بی بی حلیمہؓ کون تھیں؟

۴۔ بی بی حلیمہؓ کی اؤنٹنی کیسی تھی؟

۵۔ بی بی حلیمہؓ کی غیر حاضری میں اللہ کے رسولؐ کو بچپن میں کون سنبھالتا تھا؟

۶۔ والدہ کے انتقال کے بعد اللہ کے رسولؐ کی پرورش کس نے کی؟

مختصر جواب لکھو:

۱۔ روزی کمانے کے لیے بدّو عورتوں کا ذریعہ کیا تھا؟

۲۔ اللہ کے رسولؐ کی والدہ کیا چاہتی تھیں؟

۳۔ قافلے کی عورتوں کو تعجّب کیوں ہوا؟

۴۔ جنگ کے چھے ہزار قیدیوں کو کیوں چھوڑ دیا گیا؟

سبق پڑھ کر خالی جگہ میں مناسب لفظ لکھو:

۱۔ بی بی حلیمہؓ کے شوہر کا نام .... تھا۔

۲۔ ہم اس................ بچّے ہی کو لے جائیں گے۔

۳۔ کمزور اونٹنی میں جیسے .... پڑ گئی۔

۴۔ بی بی حلیمہؓ نے................ کو ان کی والدہ کے پاس لوٹا دیا۔

سرگرمی:

۱۔ بی بی حلیمہؓ اپنے شوہر کا ہاتھ بٹاتیں۔

۲۔ کمزور اؤنٹنی میں جیسے جان پڑ گئی۔

۳۔ بی بی حلیمہؓ حضرت محمدؐ کا بہت خیال رکھتی تھیں۔

اِن جملوں کے آخر میں آنے والے لفظوں کے معنی اپنے استاد سے پوچھ کر بیاض میں لکھو۔

اس جملے کو غور سے پڑھو: وہ ایک غریب آدمی تھے۔

اس جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کیسا تھا۔ سبق میں ایسے بہت سے لفظ آئے ہیں جو کچھ چیزوں کی خاصیت بتاتے ہیں۔ مثلاً پیارے رسولؐ / یتیم بچّے وغیرہ۔

ایسے لفظوں کو سبق سے تلاش کر کے لکھو۔

۳

میٹھے بول میں جادو ہے

2X9X5P

گرمی کی چھُٹّیاں شروع ہو چکی تھیں ۔ بچّے بہت خوش تھے۔کھیلنے کودنے کے دن جو آگئے تھے! ایسے وقت میں ساجد بھلا کیسے خاموش بیٹھتا۔اس نے اپنے ساتھیوں کو جمع کیا۔سب گیند بلّا لے کر کرکٹ کھیلنے نکل پڑے۔ محلّے ہی میں ایک چھوٹا سا میدان تھا۔لڑکوں نے وہیں کھیل جمایا۔ وہ کھیل کی دُھن میں مست ہو گئے۔ ایک لڑکے نے اتنے زور سے گیند کو مارا کہ وہ سامنے والے مکان کی کھڑکی سے جا ٹکرائی۔ شیشہ چھن سے ٹوٹ گیا

اور گیند اندر چلی گئی۔گیند کے بغیر کھیل بند ہوگیا۔اب مکان کے مالک سے گیند مانگنے کون جائے؟ ایک لڑکا ہمّت کر کے گیند لینے چلا ہی گیا۔مکان مالک نے اس سے پوُچھا،"کیا بات ہے؟ کیوں آئے ہو؟"

لڑکا تھا ذرا تیز مزاج، اکڑ کر بولا،"میں اپنی گیند لینے آیا ہوں۔"

مکان مالک نے ٹوٹے ہوئے شیشے کو دیکھا اور غصّے سے کہا،"یہ کوئی طریقہ ہے۔ایک تو شیشہ توڑ دیا اُس پر اکڑ بھی دِکھاتے ہو۔جاؤ گیند نہیں ملے گی۔"

"کیوں نہیں ملے گی؟ میں تو گیند لے کر ہی جاؤں گا۔"

اب تو مکان مالک کا غصّہ اور بھی بڑھ گیا۔وہ بولے،"گیند نہیں ملے گی۔ پہلے تمیز سے بات کرنا سیکھو، پھر

گیند لینے آنا۔"

وہ لڑکا منہ لٹکائے واپس آ گیا۔ سب لڑکے اُداس ہو گئے۔ گیند کے بغیر کھیل کیسے ہو سکتا تھا؟ اتنے میں ساجد کا دوست افضل بولا، "میں جاتا ہوں گیند مانگنے۔"

کچھ لڑکے افضل کا مذاق اُڑانے لگے، "لو صاحب! یہ جائیں گے گیند لانے۔"

افضل مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ مکان مالک کے دروازے پر پہنچ کر اُس نے پہلے مکان مالک کو ادب سے سلام کیا۔ پھر بولا، "کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟"

"ہاں آ ؤ۔ اندر آ جاؤ۔" انھوں نے جواب دیا۔

افضل نے نرمی سے کہا، "جناب! ہم آپ کے نقصان پر شرمندہ ہیں۔ اگر آپ کہیں تو نیا شیشہ لا کر لگا دیں۔"

"تم کیسے لاؤ گے؟" مکان مالک نے ذرا نرم پڑتے ہوئے پوُچھا۔

افضل بولا، "میں اپنے جیب خرچ سے خرید کر لا دوُں گا۔"

"لیکن اِس نقصان میں تو تمھارے سب ساتھی شریک ہیں۔ پھر تم اُسے اکیلے ہی کیوں پورا کرو گے؟" مکان مالک نے کہا۔

افضل نے جواب دیا، "اس لیے کہ وہ سب میرے دوست ہیں۔"

افضل کی باتیں سن کر مکان مالک بہت خوش ہوا۔ اس نے کہا، "بیٹا! تمھاری باتیں سُن کر بہت خوشی ہوئی۔ تم بزرگوں سے بات کرنے کا سلیقہ جانتے ہو۔ لو اپنی گیند لے جاؤ۔ میں خود نیا شیشہ لگوالوُں گا۔ اب خیال رکھنا کہ تمھارے کھیل سے دوُسروں کو نقصان نہ پہنچے۔"

افضل نے سلام کیا اور گیند لے کر واپس آ گیا۔ اُس کے ساتھیوں نے حیرت سے پوُچھا کہ وہ گیند کس طرح لے آیا۔ افضل نے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ افضل کے سارے ساتھی سمجھ گئے کہ میٹھے بول میں جادوُ ہوتا ہے۔

(ماخوذ)

بول – بات

اکڑ دِکھانا – گھمنڈ کرنا

منہ لٹک جانا - مایوس ہو جانا

تمیز سے - ادب سے

سلیقہ - ڈھنگ

مشق

❁ ایک جملے میں جواب لکھو:

۱۔ ساجد اور اُس کے ساتھی کیا کھیل رہے تھے؟

۲۔ کھیل کیوں بند ہو گیا؟

۳۔ کچھ لڑکوں نے افضل کا مذاق اُڑاتے ہوئے کیا کہا؟

❁ مختصر جواب لکھو:

۱۔ مکان مالک نے پہلے لڑکے کو گیند کیوں نہیں دی؟

۲۔ مکان مالک نے افضل کو گیند کیوں واپس کر دی؟

❁ سبق پڑھ کر خالی جگہ میں مناسب لفظ لکھو:

۱۔ وہ کھیل کی دُھن میں .... ہو گئے۔ (کھڑے ، مست ، مگن)

۲۔ ایک تو شیشہ توڑ دیا اُس پر .... بھی دِکھاتے ہو۔ (غصّہ ، اکڑ ، تیزی)

۳۔ پہلے .... سے بات کرنا سیکھو پھر گیند لینے آنا۔ (تمیز ، بڑوں ، دوستوں)

۴۔ تم بزرگوں سے بات کرنے کا .... جانتے ہو۔ (طریقہ ، سلیقہ ، انداز)

❁ ان لفظوں کو جملوں میں استعمال کرو:

سلیقہ تیز مزاج جیب خرچ نقصان حیرت

❁ یہ جملے کس نے کہے:

۱۔ ”میں اپنی گیند لینے آیا ہوں۔“

۲۔ ”میں جاتا ہوں گیند مانگنے۔“

۳۔ ”لو اپنی گیند لے جاؤ۔“

❁ پانچ کھیلوں کے نام لکھو۔

۴

2XIT7C

سونے والو! جاگو

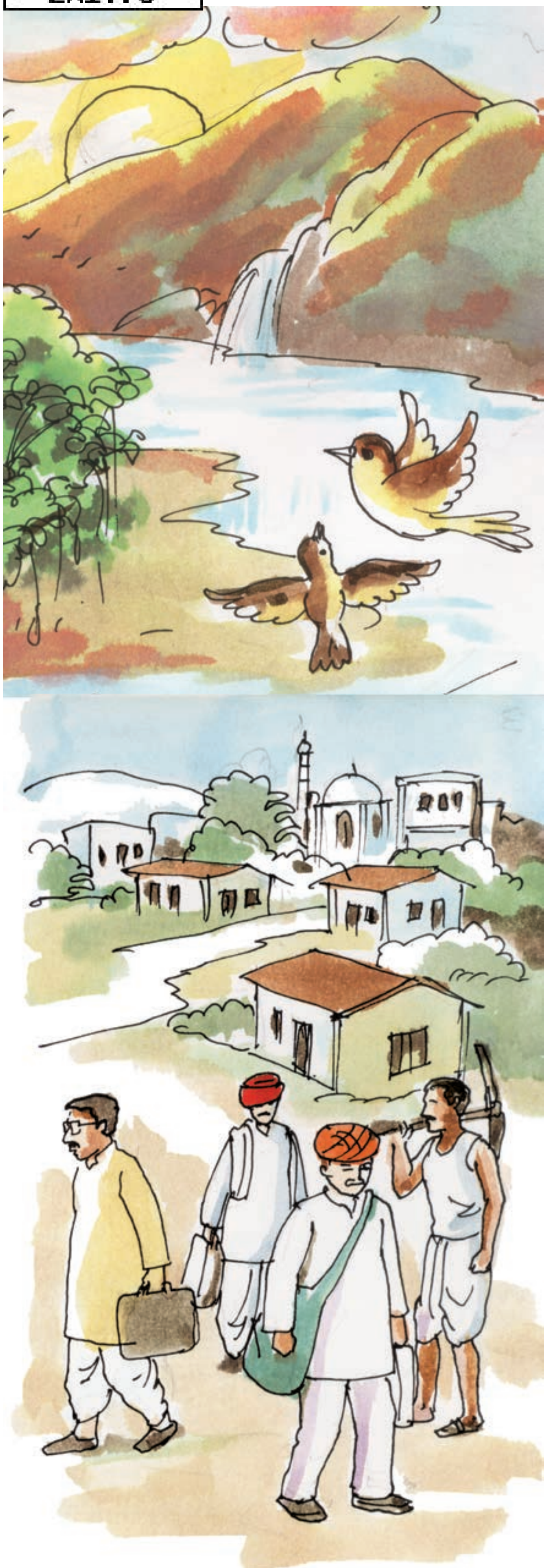

جاگو! سونے والو! جاگو
وقت کے کھونے والو! جاگو

باغ میں چِڑیاں بول رہی ہیں
کلیاں آنکھیں کھول رہی ہیں

پھُول خوشی سے جھُوم رہے ہیں
پتّوں کا مُنہ چُوم رہے ہیں

جاگ اُٹھے دریا اور نہریں
جاگ اُٹھیں موجیں اور لہریں

کاروباری جاگ اُٹھے ہیں
سب بیوپاری جاگ اُٹھے ہیں

بنیے اور حلوائی جاگے
بابُو جاگے ، نائی جاگے

منڈی کے مزدور بھی جاگے
دوڑ رہے ہیں پیچھے آگے

ساری دُنیا جاگ رہی ہے
کام کی جانِب بھاگ رہی ہے

(حفیظؔ جالندھری)

وقت کے کھونے والے	- وقت برباد کرنے والے
کلیاں آنکھیں کھول رہی ہیں	- کلیاں کِھل رہی ہیں
کاروباری	- کام دھندا کرنے والے، بیوپاری
منڈی	- بازار

مشق

- **ایک جملے میں جواب لکھو:**

۱۔ شاعر کس کو جگا رہا ہے؟

۲۔ خوشی سے کون جھوم رہا ہے؟

- **مختصر جواب لکھو:**

اس نظم میں چند کاروبار کرنے والوں کے نام آئے ہیں، وہ نام لکھو۔

- **نظم پڑھ کر خالی جگہ میں مناسب لفظ لکھو:**

(مزدور ، چڑیاں ، بھاگ ، بیوپاری)

۱۔ باغ میں .... بول رہی ہیں

۲۔ سب .... جاگ اُٹھے ہیں

۳۔ منڈی کے .... بھی جاگے

۴۔ کام کی جانب .... رہی ہے

سرگرمی:

اس نظم کے ساتھ دی گئی تصویریں دیکھ کر ان کے بارے میں اپنے دوست سے بات چیت کرو۔

۵

نَو کا چکّر

2XSP8Z

دیپو : کیا بات ہے بھولو، تم اِس قدر پریشان کیوں ہو؟

بھولو : عجیب بات ہو گئی دیپو بھیّا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔

دیپو : ہوا کیا؟ کچھ بتاؤ تو۔

بھولو : میں آج صبح میلے میں گیا تھا۔

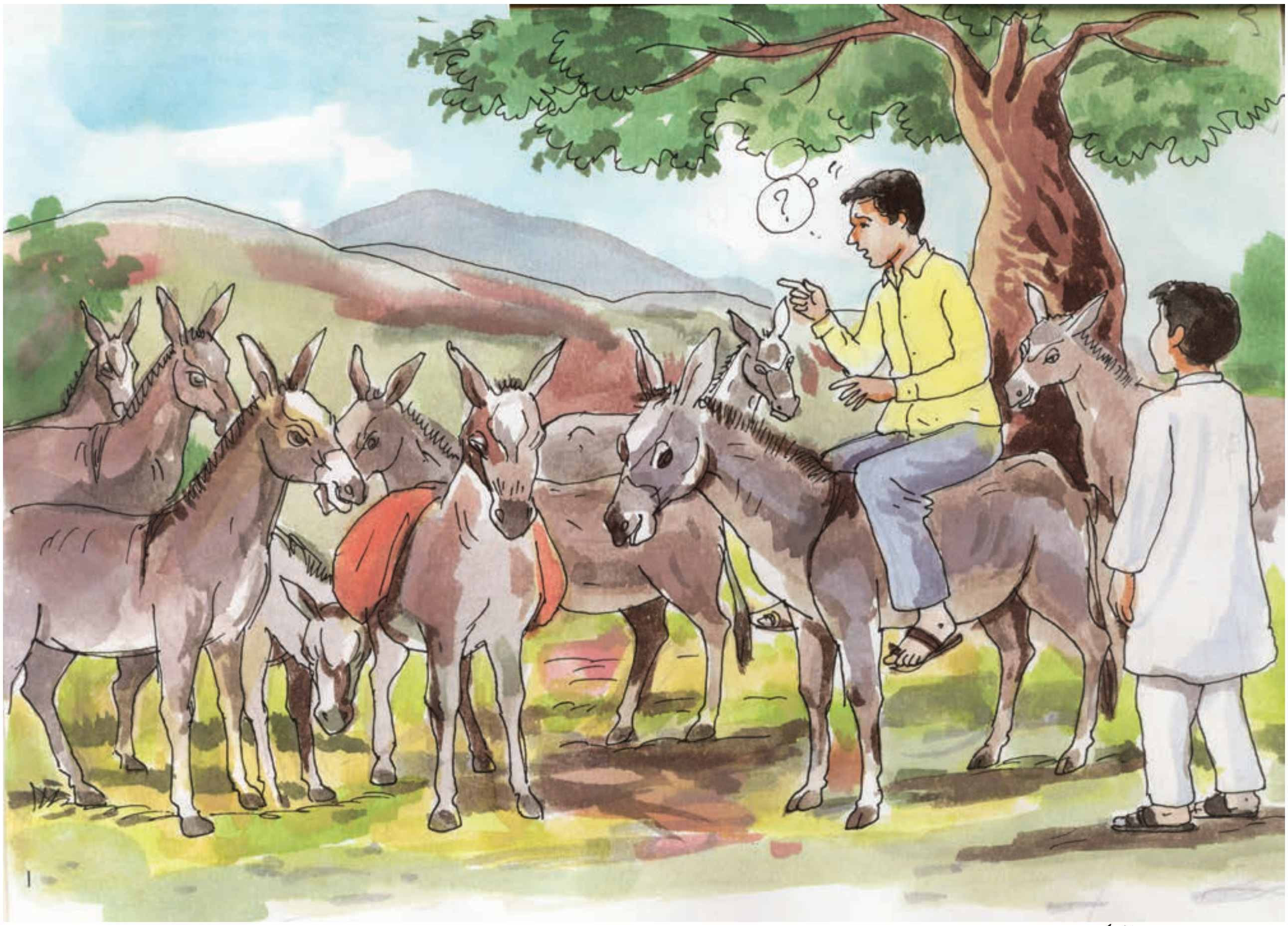

دیپو : تو پھر؟

بھولو : وہاں میں نے یہ نو گدھے خریدے۔

دیپو : پھر کیا ہوا؟

بھولو : میں نے اُن کو اچھّی طرح گِن لیا تھا۔ نو ہی تھے۔ میں ایک گدھے پر بیٹھ گیا اور گاؤں کی طرف چل پڑا۔ تھوڑی دُور چل کر خیال آیا کہ کہیں ایک آدھ گدھا اِدھر اُدھر نہ نکل گیا ہو۔

دیپُو : تو پھر گِن لیتے!

بھولُو : وہی تو کیا میں نے۔ گِنا تو صرف آٹھ گدھے تھے۔

دیپُو : ارے! ایک گدھا کہاں چلا گیا تھا؟

بھولُو : چاروں طرف دیکھا، نظر نہیں آیا۔ آخر مَیں گدھے سے نیچے اُترا اور پھر گِنا تو نو گدھے پُورے تھے۔

دیپُو : چلو، تمھارا کھویا ہوا گدھا واپس مل گیا۔ اب ان سب کو لے کر جلدی سے گھر چلے جاؤ۔

بھولُو : کیسے جاؤں بھیّا۔ ایک گدھا پھر گُم ہو گیا ہے۔

دیپُو : ارے! ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ نو کے نو ہیں۔

بھولُو : نو کہاں، پھر آٹھ رہ گئے۔ جب میں نے گاؤں کی طرف جانے سے پہلے انھیں گِنا تو پھر ایک گدھا کم تھا۔ دیکھو میں تمھارے سامنے گنتا ہوں؛ ایک، دو، تین، چار، پانچ، چھے، سات، آٹھ۔ دیکھا! صرف آٹھ رہ گئے۔

دیپُو : آٹھ گدھے ہیں نہ نو۔ مجھے تو پُورے دس گدھے نظر آ رہے ہیں۔

بھولُو : مجھے نواں گدھا نہیں مل رہا ہے۔ تمھیں دسواں کہاں سے نظر آنے لگا؟

دیپُو : دیکھو! یہ آٹھ گدھے تو تم نے ابھی گِنے۔ ہیں نا۔ ایک، دو، تین، چار، پانچ، چھے، سات، آٹھ۔ نواں گدھا جس پر تم بیٹھے ہو۔

بھولُو : ارے ہاں! اور دسواں؟

دیپُو : وہ جو نویں گدھے پر بیٹھا ہے! (شیخ قاسم رضا)

مشق

❁ ایک لفظ میں جواب لکھو:

۱۔ بھولُو کہاں گیا تھا؟

۲۔ بھولُو نے کتنے گدھے خریدے؟

۳۔ گدھے پر بیٹھ کر بھولُو نے کتنے گدھے گِنے؟

ایک جملے میں جواب لکھو :

۱۔ بھولؤ نے میلے سے کیا خریدا؟

۲۔ تھوڑی دوٗر چلنے کے بعد بھولؤ کو کیا خیال آیا؟

۳۔ بھولؤ گدھے سے نیچے کیوں اُترا؟

۴۔ دیپؤ نے دسواں گدھا کسے کہا؟

سرگرمی :

اِس مکالمے کو کہانی کی شکل میں اپنے دوست کو سناؤ۔

ان جملوں کو غور سے پڑھو :

تم اس قدر پریشان کیوں ہو؟

ایک گدھا کہاں چلا گیا تھا؟

تمھیں دسواں گدھا کہاں سے نظر آنے لگا؟

اِن جملوں کے آخر میں نشان (؟) لگایا گیا ہے۔اس نشان کو **'سوالیہ نشان'** کہتے ہیں۔ یہ نشان ہر سوال کے آخر میں لگایا جاتا ہے۔

سبق 'میٹھے بول میں جادؤ ہے' سے ایسے تین جملے تلاش کر کے لکھو جن کے آخر میں سوالیہ نشان لگا ہوا ہے۔

٦

آؤ دسترخوان بِچھائیں

آؤ ، دسترخوان بِچھائیں
مِل جُل کر سب کھانا کھائیں

بھائی ، پہلے ہاتھ تو دھولو
کھاتے ہوئے بیکار نہ بولو

بِسم اللہ جو بھُولا کوئی
اُس نے ساری برکت کھوئی

دائیں ہاتھ سے کھانا کھاؤ
دیکھو ہرگز بھُول نہ جاؤ

چھوٹے چھوٹے لُقمے کھانا
ہر لُقمے کو خُوب چبانا

کھانے میں مت عَیب نکالو
جو بھی ملے خوش ہوکر کھالو

خوش خوش باہم کھانا اچھّا
کچھ بھوُکے اُٹھ جانا اچھّا

کھانا کھا کر ، فرض ہے سب کا
شُکر کریں سب اپنے رَب کا

(مائلؔ خیرآبادی)

لُقمہ - نوالہ
عیب - برائی
باہم - مل جل کر

مشق

- **ایک جملے میں جواب لکھو:**

ا۔ کھانے سے پہلے کیا کرنا چاہیے؟
۲۔ کھانا شروع کرنے سے پہلے کیا پڑھنا چاہیے؟
۳۔ کھانا کس ہاتھ سے کھانا چاہیے؟
۴۔ شاعر نے کھانے کے بارے میں کس بات سے منع کیا ہے؟
۵۔ کھانا کھانے کے بعد کیا کرنا چاہیے؟

- **نیچے کھانے کا طریقہ بے ترتیب دیا گیا ہے۔ نظم پڑھ کر اسے صحیح ترتیب میں لکھو۔**

- ہاتھ دھونا
- چھوٹے چھوٹے لُقمے بنانا
- دسترخوان بچھانا
- رب کا شکرادا کرنا
- بسم اللہ پڑھنا
- دائیں ہاتھ سے کھانا

سرگرمی: نظم میں بتائے گئے طریقے سے کھانے میں بہت سے فائدے ہیں۔ اپنے استاد سے ان فائدوں کی معلومات حاصل کرو مثلاً کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کا کیا فائدہ ہے؟

۷

چاند بی بی

2YBGCA

چاند سلطانہ 'چاند بی بی' کے نام سے مشہوٗر ہے۔ وہ احمد نگر کے بادشاہ کی بیٹی تھی۔ اب سے کوئی چار سو برس پہلے وہ احمد نگر میں پیدا ہوئی۔ چاند بی بی بڑی ذہین تھی۔ چھوٹی سی عمر میں اس نے کئی زبانیں سیکھ لی تھیں۔ اسے مطالعے کا بڑا شوق تھا۔ وہ شکار بھی خوٗب کھیلتی تھی۔

احمد نگر کے پاس ہی بیجاپور کی ریاست تھی۔ چاند بی بی کی شادی وہاں کے حاکم علی عادِل شاہ سے ہوئی تھی۔ بادشاہ اس کی بڑی قدر کرتا۔ دونوں ساتھ ساتھ سیر کرتے، شکار کو جاتے۔ دربار میں بھی ملکہ بادشاہ کے ساتھ ہوتی تھی۔ سلطنت کے کاموں میں علی عادل شاہ چاند بی بی سے مشورہ لیا کرتا تھا۔ چاند بی بی لوگوں سے خود ان کی زبان میں باتیں کرتی تھی اس لیے لوگ بھی اپنی ملکہ کو دل سے چاہتے تھے۔ وہ اس کی بڑی عزّت کرتے تھے۔

چاند بی بی کی شادی کے سولہ برس بعد اس کے شوہر کا انتقال ہو گیا۔ اسے کوئی اولاد نہ تھی جسے تخت پر بٹھایا جاتا اس لیے چاند بی بی نے اپنے بھتیجے کو تخت پر بٹھا دیا۔ اس نے اپنے ننّھے بادشاہ کی سرپرستی کی اور بڑی خوٗبی اور محنت سے حکوٗمت کا کام سنبھالا۔ اس نے اپنی ریاست میں بہت سے کنویں کھدوائے۔ تالاب، سڑکیں اور کئی عمدہ عمارتیں بنوائیں۔ اس طرح اس نے اپنی ریاست کی ترقّی اور بھلائی کے بہت سے کام کیے۔

دہلی کا شہنشاہ اکبر سارے ملک کو اپنی سلطنت میں شامل کرنا چاہتا تھا۔ اس نے اپنے ایک بیٹے کو فوج دے کر احمد نگر پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ یہ خبر سُن کر چاند بی بی احمد نگر پہنچ گئی اور اپنی ریاست کو بچانے کی تدبیریں کرنے لگی۔ اس نے احمد نگر کے قلعے میں کھانے پینے کا بہت سا سامان جمع کر لیا تھا۔ اسے خوف تھا کہ دشمن کی فوج زیادہ دنوں تک قلعے کو گھیرے رکھے گی تو قلعے کے اندر لوگ بھوکوں مر جائیں گے۔ اس نے قلعے کی دیواروں اور راستوں پر فوجی پہرہ لگا دیا مگر اکبر کی فوج نے بارود سے قلعے کی دیوار گرا دی۔ چاند بی بی ٹوٹی ہوئی دیوار کے پاس کھڑی ہو کر دشمن کا مقابلہ کرنے لگی۔ قریب تھا کہ اکبر کی فوج ہار مان لیتی مگر چاند بی بی کے کچھ ساتھی دشمن سے مل گئے اور انھوں نے اُسے قتل کر دیا۔

چاند بی بی اپنے ہی لوگوں کے ہاتھوں ماری گئی۔ اس نے ساری دنیا کو دِکھا دیا کہ وطن کی محبّت کسے کہتے ہیں۔ اس نے ثابت کر دیا کہ ایک عورت بھی بہادری کے جوہر دِکھا سکتی ہے۔ (ماخوذ)

ذہین	– عقل مند	عمدہ	– اچھّی
مطالعہ کرنا	– پڑھنا	تدبیر	– کوشش، منصوبہ
سرپرستی کرنا	– دیکھ بھال کرنا	جوہر	– خوبی، صلاحیت

مشق

ایک لفظ میں جواب لکھو :

ا۔ چاند بی بی کا نام کیا تھا؟

۲۔ بیجا پور کا حاکم کون تھا؟

۳۔ شادی کے کتنے برس بعد چاند بی بی کے شوہر کا انتقال ہوا؟

ایک جملے میں جواب لکھو :

ا۔ چاند بی بی کی شادی کس سے ہوئی تھی؟

۲۔ شہنشاہ اکبر کیا چاہتا تھا؟

۳۔ قلعے کی دیوار کیسے گرائی گئی؟

۴۔ چاند بی بی کو کس نے قتل کیا؟

مختصر جواب لکھو :

چاند بی بی نے اپنی ریاست کی ترقی کے لیے کیا کِیا؟

سبق پڑھ کر خالی جگہ میں مناسب لفظ لکھو :

چاند بی بی اپنے ہی ـــــ ـــــ ـــــ ماری گئی۔ اس نے ساری دنیا کو دکھا دیا کہ ـــــ ـــــ ـــــ کسے کہتے ہیں۔
اس نے ثابت کر دیا کہ ایک عورت بھی ـــــ ـــــ ـــــ دِکھا سکتی ہے۔

ان جملوں کو غور سے پڑھو :

اسکول میں گرمی کی چھُٹّیاں تھیں۔ بچّے بہت خوش تھے۔ افضل نے سارا واقعہ کہہ سنایا۔

اِن جملوں میں تین الگ الگ باتیں کہی گئی ہیں۔ ہر بات کے ختم ہونے پر ایک نشان (۔) لگایا گیا ہے۔ اس نشان کو 'ختمہ' کہتے ہیں۔

سبق سے ایسے تین جملے تلاش کر کے لکھو جن کے بعد ختمہ لگا ہوا ہے۔

2YKCDX

سنترا

آہا سنترا!

سنترے کا نام سنتے ہی منہ میں پانی بھر آتا ہے۔ گرمی کے دنوں میں اس کا رس پینے سے راحت ملتی ہے۔ کوئی سنترا کھانے بیٹھے تو کھاتا ہی چلا جائے۔ پکنے کے بعد یہ بڑا خوش رنگ دِکھائی دیتا ہے۔ سنترے کا چِھلکا نرم اور چھیلنے میں آسان ہوتا ہے۔ اس میں آٹھ دس قاشیں ہوتی ہیں۔ سنترے کے چھلکوں میں بھی رَس ہوتا ہے لیکن وہ بہت کڑوا ہوتا ہے۔

ہمارے ملک میں سنترا ہر جگہ پسند کیا جاتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی منڈی ناگپور میں ہے۔ ناگپور سنترے کا شہر کہلاتا ہے۔ یہاں سے دنیا کے مختلف ملکوں میں بھی سنترے بھیجے جاتے ہیں۔ غریب امیر ہر کوئی سنترا پسند کرتا ہے۔ کچھ لوگ کھانے کی بجائے سنترے کا رَس پینا پسند کرتے ہیں۔ سنترا صحت کے لیے بہت مفید ہے۔

سنترے قلمیں لگا کر اُگاتے ہیں۔ قلمیں اٹھارہ بیس فٹ کے فاصلے پر لگائی جاتی ہیں۔ یہ کام بارش کے دِنوں میں ہوتا ہے۔

سنترے کے درخت جب ذرا بڑے ہوجاتے ہیں تو کیڑے مکوڑوں سے بچانے کے لیے ان کے تنوں پر دوائیں لگائی جاتی ہیں، جڑوں میں کھاد ڈالی جاتی ہے۔ ہر درخت کے گِرد بڑی کیاری بناتے ہیں اور اسے مہینے میں دو تین بار پانی سے بھر دیا جاتا ہے۔ چار سال میں درخت پر پھول پھل لگنے شروع ہوجاتے ہیں۔ پہلی دو تین فصلوں کے پھل توڑ کر پھینک دیے جاتے ہیں تاکہ درخت خوب مضبوط ہوجائیں اور ان میں اچھّے سنترے آنے لگیں۔

پانچ چھے سال میں درخت خوب گھنے ہوجاتے ہیں۔ ان پر جب بہت سنترے لگتے ہیں تو ان کے بوجھ سے ڈالیاں جُھک جاتی ہیں۔ کبھی کبھی وہ ٹوٹ بھی جاتی ہیں اس لیے باغبان ڈالیوں کو بانس کا سہارا دیتے ہیں۔ سنترے کی فصل سال میں دو بار فروری، مارچ اور ستمبر، اکتوبر میں آتی ہے۔ ہر درخت پچیس تیس سال تک پھل دیتا ہے۔

سنترے کے درختوں کو مُناسب پانی نہ ملے تو پھل بہت کم لگتے ہیں۔ بلکہ کئی بار تو باغ کے سارے درخت سُوکھ جاتے ہیں۔ اس نُقصان سے بچنے کے لیے نہریں اور کنویں کُھدوا کر حکومت آب پاشی کا انتظام کررہی ہے۔ اب نئی نئی کھاد اور دوائیں بھی استعمال ہونے لگی ہیں۔ اس لیے سنترے کے باغ سال بھر ہرے بھرے دِکھائی دیتے ہیں۔ (ماخوذ)

منہ میں پانی بھر آنا	-	کھانے کی کسی مزیدار چیز کا نام سن کر منہ میں پانی آنا
راحت	-	خوشی
خوش رنگ	-	اچھے رنگ والا
قاش	-	پھانک
مفید	-	فائدہ مند
قلم لگانا	-	نیا پودا اُگانے کے لیے پودے کی شاخ کاٹ کر زمین میں لگانا
آب پاشی	-	کھیت یا باغ میں پانی پہنچانا

مشق

ایک جملے میں جواب لکھو:

۱۔ سنترے کی سب سے بڑی منڈی کہاں ہے؟

۲۔ باغبان ڈالیوں کو بانس کا سہارا کیوں دیتے ہیں؟

۳۔ سنترے کا درخت کتنے سال تک پھل دیتا ہے؟

سبق پڑھ کر خالی جگہ میں مناسب لفظ لکھو :

۱۔ پکنے کے بعد یہ بڑا .... دِکھائی دیتا ہے۔ (خوش رنگ ، سرخ)

۲۔ یہ کام .... کے دنوں میں ہوتا ہے۔ (بارش ، گرمی)

۳۔ ان کے .... سے ڈالیاں جھک جاتی ہیں۔ (وزن ، بوجھ)

۴۔ حکومت .... کا انتظام کر رہی ہے۔ (آب پاشی ، کھاد)

دو تین طلبہ سے باری باری ایک ایک پیرا گراف پڑھوایا جائے۔ تمام طلبہ دھیان سے سنیں۔ اُن سے نیچے دیے ہوئے سوال پوچھے جائیں۔ تمام طلبہ کی کتابیں بند ہوں۔

۱۔ سنترے میں کتنی قاشیں ہوتی ہیں؟

۲۔ سنتروں کو کیڑے مکوڑوں سے بچانے کے لیے کیا کرتے ہیں؟

۳۔ سنترے کی ڈالیاں کب جُھکنے لگتی ہیں؟

۴۔ سنترے کی فصل سال میں کتنی بار حاصل ہوتی ہے؟

ان لفظوں کو غور سے پڑھو۔

رات - دن

اونچا - نیچا

سفید - کالا

ان لفظوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک لفظ دوسرے لفظ کے اُلٹ معنی دیتا ہے۔ ایسے لفظ **'ضد'** کہلاتے ہیں۔

نیچے دیے ہوئے لفظوں کی ضد لکھو :

کڑوا   نرم   گرمی   مضبوط   آسان

اِن جملوں کو غور سے پڑھو :

بیٹا! میں تمھاری میٹھی میٹھی باتوں سے بہت خوش ہوا۔

ارے! ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ نو ہیں۔

آہا سنترا! سنترے کا نام سنتے ہی منہ میں پانی بھر آیا۔

ان جملوں میں "بیٹا، ارے، آہا سنترا" کے بعد نشان (!) لگایا گیا ہے۔ اس نشان کو **'فجائیہ نشان'** کہتے ہیں۔

سبق 'نو کا چکّر' سے ایسے تین جملے تلاش کر کے لکھو جن کے آخر میں فجائیہ نشان لگا ہوا ہے۔

2YU8FK

9

باغ کی سَیر

آؤ آؤ ، باغ میں جائیں
باغ میں جائیں ، دِل بہلائیں
چل کر دیکھیں پھوٗل رنگیلے
پھوٗل رنگیلے ، نیلے پیلے
اچّھے اچّھے ، پیارے پیارے
جیسے ہوں آکاش کے تارے
باغ میں کیاری کیاری دیکھیں
کلیاں پیاری پیاری دیکھیں
دیکھیں پھوٗلوں کی رنگینی
سوٗنگھیں خوشبوٗ بھینی بھینی
خوٗب سُنیں چِڑیوں کا گانا
بُلبل اور کویل کا ترانہ
اُن کی بولی ، شان خُدا کی
شان نہیں ، پہچان خُدا کی

(شفیع الدین نیّرؔ)

کیاری – باغ کا وہ حصّہ جہاں بہت سے پھوٗل کِھلے ہوں
رنگیلے – رنگین، رنگ برنگے
آکاش – آسمان
ترانہ – گیت

مشق

❁ **ایک جملے میں جواب لکھو:**

۱۔ نظم میں کہاں جانے کے لیے کہا جا رہا ہے؟

۲۔ بھینی بھینی خوشبو کس کی ہے؟

۳۔ باغ میں ہم کس کا گانا سنیں گے؟

۴۔ پرندوں کی بولی سے کس کی شان ظاہر ہوتی ہے؟

❁ **نظم پڑھ کر خالی جگہ میں مناسب لفظ لکھو:**

۱۔ پھول .... نیلے پیلے (سجیلے، رنگیلے، اودے)

۲۔ بُلبل اور .... کا ترانہ (کویل، گل دُم، مینا)

❁ نیچے دیے ہوئے جملوں میں کچھ لفظوں کے نیچے لکیر کھینچی گئی ہے۔ یہاں ایک ہی لفظ ایک ساتھ دو بار استعمال ہوا ہے جس کی وجہ سے جملے میں خوبی پیدا ہو گئی ہے۔

۱۔ پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو سے باغ مہک رہا ہے۔

۲۔ پیاری پیاری کلیاں کھلی ہیں۔

نیچے کے لفظوں سے تم بھی ایسے ہی جملے بناؤ:

اچھے اچھے پیارے پیارے صبح صبح نیلے نیلے میٹھے میٹھے

سرگرمی: اپنے استاد کے ساتھ کسی باغ کی سیر کو جاؤ اور اس سیر کے بارے میں پانچ جملے لکھو۔

❁ نیچے کچھ جملے دیے گئے ہیں۔ ان میں کچھ لفظوں کے نیچے لکیر کھینچی گئی ہے۔ لکیر کھینچے گئے لفظوں کی جگہ ایسے لفظ لکھو جو وہی معنی دیں:

۱۔ نیم کا عرق کڑوا ہوتا ہے۔

۲۔ کھیل میں جیتنے پر مسرّت حاصل ہوتی ہے۔

۳۔ سبزی ترکاری لانے کے لیے منڈی جانا پڑتا ہے۔

۴۔ آم کا پیڑ سایہ دار ہوتا ہے۔

۵۔ ماں باپ اپنے بچّوں سے بہت محبّت کرتے ہیں۔

۱۰

لومڑی اور کچھوا

2Z44H8

کسی جنگل میں ایک تالاب تھا۔ تالاب میں خوب ساری مچھلیاں اور مینڈک مِل جُل کر رہتے تھے۔ ان مچھلیوں اور مینڈکوں کے ساتھ ایک بڑا سا کالا کچھوا بھی رہتا تھا۔ اس کچھوے کی دوستی ایک لومڑی سے ہوگئی تھی۔ لومڑی اُسی تالاب کے کنارے ایک چٹان کے بھٹ میں رہا کرتی تھی۔ کچھوا جب تالاب میں تیرتے تیرتے اُکتا جاتا تو کنارے پر آکر دھوپ میں پڑا رہتا۔ لومڑی بھی وہاں آجاتی۔ دونوں دوست جنگل کے دوسرے جانوروں، پھلوں، پھولوں اور پرندوں کی باتیں کرتے۔ ایک دِن دونوں تالاب کے کنارے اِدھر اُدھر کی باتیں کررہے تھے کہ اُنھوں نے شیر کی دہاڑ سُنی۔

"ارے بھاگو، بھاگو!" لومڑی چِلّائی، "شیر آیا، شیر آیا!"

بچّو! تم جانتے ہو کہ کچھوا دھیرے دھیرے چلنے والا جانور ہے۔ اس کی پیٹھ پر پتّھر کی طرح سخت خول ہوتا ہے جو اس کی حفاظت کرتا ہے۔ اس نے جب لومڑی کی آواز سُنی اور اُسے بھاگتے ہوئے دیکھا تو گھبرا گیا۔ اس نے دیکھا کہ میں تو تالاب سے بہت دُور آ گیا ہوں۔ اب دوڑ کر تالاب تک نہیں جاسکتا۔

شیر کی دہاڑ پھر سنائی دی اور اچانک وہ جھاڑیوں سے نکل آیا۔ کچھوا بیچارہ اب کیا کرسکتا تھا۔ اس نے ڈر کے مارے اپنا سر اپنے خول میں چُھپا لیا۔

شیر نے کچھوے کو اپنا سر چُھپاتے دیکھ لیا تھا۔ اس نے غرّا کر چھلانگ لگائی اور کچھوے کو دانتوں سے جکڑ لیا۔

یہ سارا تماشا لومڑی اپنے بھٹ کے سوراخ سے دیکھ رہی تھی۔ "ارے بیچارہ کچھوا!" وہ بڑبڑائی، "شیر نے آخر اُسے پکڑ ہی لیا۔ کاش! وہ بھاگ کر تالاب میں چلا گیا ہوتا۔"

لومڑی نے دیکھا کہ شیر کچھوے کی پیٹھ پر دانت گاڑنے کی کوشش کررہا ہے۔

"اب مَیں اپنے دوست کو کیسے بچاؤں؟" لومڑی نے سوچا۔ وہ شیر کے غرّانے کی آواز سُن رہی تھی۔ اچانک اسے ایک ترکیب سوجھی۔ وہ ہمّت کر کے بھٹ سے باہر آئی اور شیر کے پاس پہنچ کر بولی، "مہاراج! اس کچھوے

کی پیٹھ پر آپ کے دانتوں اور ناخنوں کا کچھ اثر نہیں ہوگا۔ اسے مارنے کی ایک ترکیب بتاؤں آپ کو؟"

شیر غرّا کر بولا، "ہاں، ہاں۔ ضرور بتاؤ۔"

"مہاراج، آپ اسے تالاب کے پانی میں چھوڑ دیں۔ پانی میں رہنے سے اس کی پیٹھ کا خول نرم ہو جائے گا۔ تب آپ اسے آسانی سے چبا سکیں گے۔"

یہ سُن کر شیر خوش ہو گیا۔ "ارے واہ! بی لومڑی، تو تو بڑی عقل مند ہے۔" کہہ کر وہ کچھوے کو منہ میں پکڑے ہوئے تالاب کی طرف بھاگا۔

کچھوے کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔

تالاب کے پاس پہنچ کر شیر نے کچھوے کو دور پانی میں اُچھال دیا۔ کچھوے کو اور کیا چاہیے تھا، شیر نے خود اسے تالاب میں ڈال دیا تھا۔ وہ تیر کر بہت گہرائی میں ایک چٹان کے نیچے جا چھپا۔ اب شیر کچھوے کو پکڑ نہیں سکتا تھا۔

لومڑی نے جب دیکھا کہ اس کے دوست کی جان بچ گئی ہے تو وہ بھی دوُر جنگل میں بھاگ گئی۔

(سلیم شہزاد)

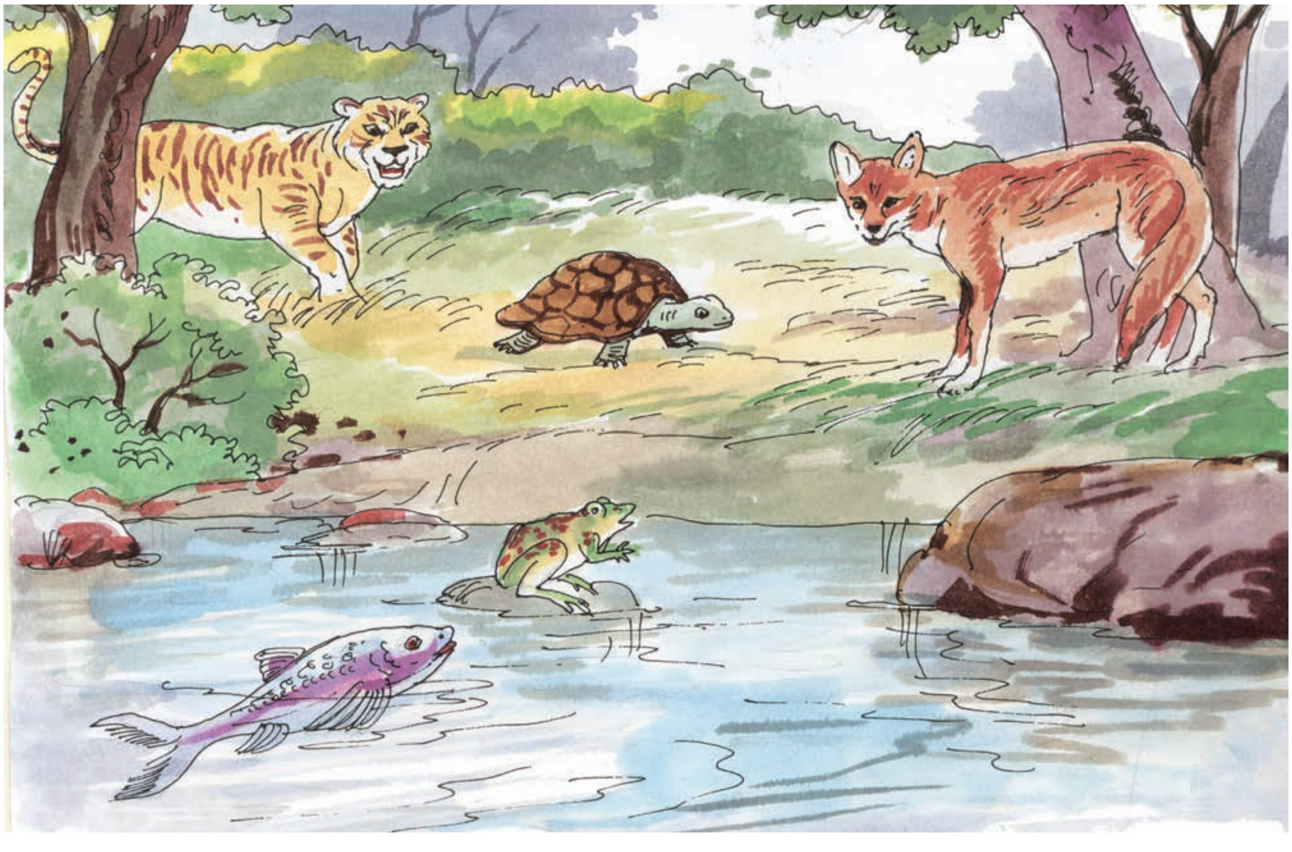

بھٹ - چھوٹا سا غار

ترکیب - طریقہ

مشق

❁ **ایک جملے میں جواب لکھو:**

۱۔ تالاب کہاں تھا؟

۲۔ کچھوا کس کے ساتھ رہتا تھا؟

۳۔ کچھوا اور لومڑی کس کے بارے میں باتیں کرتے تھے؟

۴۔ لومڑی نے چِلّا کر کیا کہا؟

۵۔ شیر نے کچھوے کو کہاں اُچھال دیا؟

❁ **سبق پڑھ کر خالی جگہ میں مناسب لفظ لکھو:**

۱۔ انھوں نے شیر کی .... سُنی۔

۲۔ اس نے .... کر چھلانگ لگائی۔

۳۔ یہ سارا تماشا لومڑی اپنے .... کے سوراخ سے دیکھ رہی تھی۔

۴۔ اسے مارنے کی ایک .... بتاؤں آپ کو؟

❁ **نیچے دیے ہوئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کرو:**

رس کڑوا مفید مضبوط رونق

سرگرمی:

کچھوا، مچھلی، مینڈک، شیر اور لومڑی کی تصویریں حاصل کر کے اپنی بیاض میں چسپاں کرو۔

❁ **اِن جملوں کو غور سے پڑھو:**

دونوں دوست جنگل کے دوسرے جانوروں، پھلوں، پھولوں اور پرندوں کی باتیں کرتے۔

لومڑی چِلّائی، "شیر آیا، شیر آیا!"

ہاں، ہاں۔ ضرور بتاؤ۔

ان جملوں میں کہیں کہیں نشان (،) لگایا گیا ہے۔ یہ نشان ایک سے زیادہ چیزوں کے بیچ میں اور ایک ہی لفظ یا جملے کی تکرار کے وقت لگاتے ہیں۔ پڑھتے ہوئے اس نشان پر کچھ دیر ٹھہرا جاتا ہے۔ اسے 'سکتہ' کہتے ہیں۔

- سبق میں سے ایسے ہی تین جملے تلاش کر کے لکھو جن کے بیچ میں سکتے کا نشان آیا ہے۔
- اِن جملوں کو غور سے پڑھو :

ہمیں آپس میں پیار محبّت سے رہنا چاہیے۔

سچّے دوست دُکھ درد میں ہمیشہ کام آتے ہیں۔

پڑھنے لکھنے کے ساتھ کھیل کوُد بھی ضرُوری ہے۔

ان جملوں میں "**پیار محبّت، دُکھ درد، کھیل کوُد**" کے لفظ ایک جیسے معنی والے دو لفظوں کے ملنے سے بنتے ہیں۔ ایسے لفظ ہمیشہ ایک ساتھ بولے یا لکھے جاتے ہیں۔

دوُسری مثالیں "**سوچ سمجھ، کھیل تماشا، کھانا دانہ، یار دوست**" ہیں۔ ان لفظوں سے جملے بناؤ۔

۱۱

ٹیلی فون سے موبائل تک

ٹیلی فون ہے تو ایک چھوٹا سا آلہ لیکن ہے بڑے کام کی چیز۔ اس کی مدد سے ہم دُور دُور کے لوگوں سے بات چیت کر سکتے ہیں۔ لگ بھگ سو سال پہلے اسے انگلستان کے ایک سائنس داں گراہم بیل نے ایجاد کیا۔ اس ایجاد سے پہلے ایک مزے دار واقعہ ہوا تھا۔ گراہم بیل نے دیکھا کہ ایک لڑکا اپنے مکان کے پہلے منزلے پر کھڑکی میں کھڑا ہے۔ اس کے منہ سے ایک ڈبّا لگا ہوا ہے۔ ڈبّے کے پیندے سے لمبا دھاگا نکل کر نیچے کھڑے

ہوئے دُوسرے لڑکے کے ڈبّے سے جُڑا ہوا ہے۔ دُوسرے لڑکے نے اپنے ڈبّے کو کان سے لگا رکھا ہے۔ گراہم بیل نے دیکھا کہ اُوپر والا لڑکا کچھ بول رہا ہے اور نیچے والا لڑکا ڈبّا کان سے لگائے اس کی بات سُن رہا ہے۔ پھر نیچے کھڑے ہوئے لڑکے نے ڈبّے میں کچھ کہنا شرُوع کیا اور اُوپر والے لڑکے نے اپنا ڈبّا کان سے لگا کر اس کی بات سُنی۔

بات چیت کا یہ کھیل دیکھ کر گراہم بیل نے سوچا کہ کوئی ایسا آلہ بنانا چاہیے جس کے ذریعے دُور بیٹھے ہوئے لوگ آپس میں بات کر سکیں۔ اس نے بہت دنوں تک اس کام پر محنت کی۔ بجلی کے تاروں سے ڈبّوں کو جوڑ کر آخر ایک دن

اس نے وہ چیز بنالی جسے ٹیلی فون کہتے ہیں۔

اس ایجاد کے بہت سے فائدے ہیں۔ ہمارے بہت سے کام گھر بیٹھے ہی ٹیلی فون پر ہوجاتے ہیں۔ اس کی وجہ سے وقت بچتا ہے۔ محلّے میں کہیں آگ لگ جائے، فائر بریگیڈ کوفون کر دیجیے، فوراً حاضر ہوجائے گا۔ گھر میں کوئی اچانک بیمار پڑ جائے، فون کر کے ڈاکٹر کو بلا لیجیے۔ گھر کی بجلی فیل ہوجائے، فون کر دیجیے، اُسے درست کرنے والا آ جائے گا۔ ایک شہر سے دؤسرے شہر میں ٹیلی فون سے بات چیت کی جاسکتی ہے۔ یہی نہیں، باہر کے ملکوں میں رہنے والے دوستوں اور رشتے داروں سے بھی ہم بات چیت کر سکتے ہیں۔ اس طرح ٹیلی فون سے ہر کام وقت پر ہوجاتا ہے۔

پچھلے پندرہ بیس برسوں میں ٹیلی فون میں بڑی ترقی ہوئی ہے۔ اب ایسے فون آ گئے ہیں جو تار سے جڑے ہوئے نہیں ہوتے۔ انھیں موبائل فون کہا جاتا ہے۔ یہ اتنے چھوٹے ہوتے ہیں کہ انھیں جیب میں رکھا جاسکتا

ہے۔ہم کہیں بھی جائیں، انھیں ساتھ لے جاسکتے ہیں۔ موبائل فون میں کیمرا بھی ہوتا ہے۔اس سے ہم بات چیت کرنے والے کی صرف آواز ہی نہیں سنتے بلکہ اس کا چہرہ بھی دیکھ سکتے ہیں۔ایک موبائل سے دوٗسرے موبائل پر تصویریں بھیجی جاسکتی ہیں۔ پہلے ایک دوٗسرے کی خیریت معلوم کرنے کے لیے خط لکھے جاتے تھے۔اب موبائل فون کے ذریعے پیغام بھیجے جاتے ہیں اورفوراً جواب حاصل کیا جاسکتا ہے۔موبائل پر پیغام ریکارڈ بھی ہوتے ہیں جنھیں بعد میں بھی پڑھا یا سُنا جاسکتا ہے۔

موبائل فون نے اب ڈاکٹروں سے مشورہ کرنا بھی آسان بنا دیا ہے۔ مریض اپنی بیماری کی رپورٹ موبائل سے ڈاکٹر کے موبائل پر روانہ کرتا ہے۔اس رپورٹ کو دیکھ کر ڈاکٹر بیماری کا پتہ لگاتا ہے اور مریض کو علاج کے بارے میں صلاح دیتا ہے۔اس طرح مریض اور ڈاکٹر دونوں کا وقت بچتا ہے۔

موبائل فون کے ذریعے ایسے اور بہت سے کام گھر بیٹھے ہوجاتے ہیں۔اس کے اتنے فائدوں کی وجہ سے اس کا استعمال بالکل عام ہوگیا ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ سڑکوں پر، بسوں اور ریل گاڑیوں میں لوگ موبائل کان سے لگائے باتیں کررہے ہیں۔ اکثر لوگ اس کے اتنے عادی ہوگئے ہیں کہ ہروقت اسے اپنے پاس رکھتے ہیں۔کاروباری لوگ تو کئی موبائل فون استعمال کرتے ہیں۔ بے شک موبائل ہماری اہم ضرورت بن گیا ہے، لیکن ہمیں خیال رکھنا چاہیے کہ اس کا استعمال صرف ضروٗری کاموں کے لیے کیا جائے۔ (بشیر احمد انصاری)

آلہ	–	مشین
ایجاد کرنا	–	نئی چیز بنانا
بجلی فیل ہوجانا	–	بجلی چلی جانا
فائر بریگیڈ	–	آگ بجھانے والا عملہ
صلاح دینا	–	مشورہ دینا
عادی ہونا	–	عادت بن جانا

مشق

ایک جملے میں جواب لکھو:

۱۔ دُور دُور کے لوگوں سے ہم کس آلے کی مدد سے بات کر سکتے ہیں؟

۲۔ ٹیلی فون کس نے ایجاد کیا ہے؟

۳۔ ٹیلی فون کی بدلی ہوئی صورت کو آج کل کیا کہتے ہیں؟

مختصر جواب لکھو:

۱۔ کس واقعے کو دیکھ کر گراہم بیل کو ٹیلی فون بنانے کا خیال آیا؟

۲۔ ٹیلی فون کے کیا فائدے ہیں؟

۳۔ موبائل فون میں کون سی سہولتیں ہوتی ہیں؟

سبق پڑھ کر خالی جگہ میں مناسب لفظ لکھو:

۱۔ ٹیلی فون ہے تو ایک چھوٹا سا ....۔ (ڈبّا ، آلہ)

۲۔ لگ بھگ سو سال پہلے اسے .... کے ایک سائنس داں نے ایجاد کیا۔ (امریکہ ، انگلستان)

۳۔ فون کر کے .... کو بلا لیجیے۔ (ڈاکٹر ، حکیم)

۴۔ باہر کے .... میں رہنے والے دوستوں سے بھی بات چیت کر سکتے ہیں۔ (شہروں ، ملکوں)

۵۔ اس میں .... بھی ہوتا ہے۔ (کیمرا ، ٹارچ)

سرگرمی:

- راستوں پر موبائل فون پر لگاتار غیر ضروری بات کرنا کیسا ہے؟ اس عادت کے بارے میں اپنے دوستوں سے بات چیت کرو۔
- سبق میں موبائل فون کے کئی استعمال بتائے گئے ہیں۔ اپنے استاد یا گھر کے کسی بڑے سے معلوم کرو کہ اور کن کاموں کے لیے موبائل استعمال کرنا چاہیے۔

ZZLVKI

اِفطاری

رمضان کا مہینہ تھا۔ گھر میں سب روزے رکھ رہے تھے۔ نہیں رکھ رہی تھی تو صرف زَینب۔ ابھی وہ چھوٹی تھی نا، بس پانچ برس کی۔ وہ دیکھ رہی تھی کہ امّی، ابّا، بھائی اور بڑی بہنیں کیسے سحری اور افطاری کی تیاریوں میں لگے رہتے ہیں۔ امّی طرح طرح کی چیزیں پکاتی ہیں۔ آپا اور باجی دوڑ دوڑ کر ان کی مدد کرتی ہیں۔ ابّو اور بھائی بازار جا کر پھل اور مٹھائی لاتے ہیں۔ زَینب بھی چاہتی تھی کہ سحری کے لیے منہ اندھیرے سب کے ساتھ بستر سے اُٹھ جائے۔ سحری کھائے، دادی امّاں، امّی اور بہنوں کے ساتھ فجر کی نماز پڑھے۔ دوسرے روزہ دار بچّوں کو بتائے کہ میں بھی روزے سے ہوں۔ پھر مغرب کے وقت افطاری کے مزے لے۔

وہ ہر روز امّی سے کہتی کہ آج مجھے سحری کے لیے جگائیے۔ میں بھی روزہ رکھوں گی۔ امّی ہاں ہاں کہہ کر ٹال دیتیں۔ زَینب بہت چھوٹی ہے۔ دن بھر بھوک پیاس کی تکلیف نہیں سہہ سکتی۔

آٹھ دس روزے گزر گئے۔ زَینب نے روزہ رکھنے کی ضد نہ چھوڑی۔ امّی اور بہنوں کو خوب تنگ کیا۔ ابّو

سے بھی کہا کہ مجھے روزہ رکھنے دیں۔ آخر انھوں نے کہہ دیا کہ بھئی ایک مرتبہ زَینب کو بھی روزہ رکھ لینے دو۔

آج زَینب کا پہلا روزہ ہے۔ وہ بہت خوش ہے۔ پھوپھی جان نے اس کے ہاتھوں میں مہندی لگائی۔ امّی نے بال سنوارے، نئے کپڑے پہنائے، پھولوں کا ہار پہنایا اور گجرا باندھا۔ عصر کے بعد سے اِفطاری کی تیاری شروع ہوئی۔

زَینب کی سہیلیاں جمع ہوئیں۔ فرح، ناہید، دیبا، کوثر، فرحت سب ہی آئیں۔ پھوپھی جان نے بازار سے برف منگوائی اور شربت بنایا۔

خالہ جان آئیں۔ اُن کے ساتھ ارشد اور اکبر بھی آئے۔ چچی جان آئیں۔ حارِث اور ناز کو ساتھ لائیں اور بہت سے مہمان آئے۔ سب اپنے گھر سے زَینب کے لیے اِفطاری لائے۔ چچی جان سموسے لائیں۔ خالہ جان پکوڑے اور گُلگُلے لائیں۔ فرح انگور اور سنتروں کی ٹوکری اپنے ساتھ لائی تھی۔ دیبا اور فرحت نے انگور دھوئے۔ ناہید نے سنترے چھیلے اور اُن کی پھانکیں طشتریوں میں رکھیں۔

پھوپھی جان نے پکار کر کہا، "بچّو! اِفطاری کا وقت قریب ہے۔ جلدی کرو۔"

سب نے جلدی جلدی وضو کیا۔ فرح اور کوثر نے دسترخوان بِچھایا اور اِفطاری کا سامان چُنا۔

چچی جان بولیں، "پہلے مسجد میں تو اِفطاری بھیج دو۔"

اَمّی نے بڑی سینی میں اِفطاری کا سامان رکھا۔ دو بڑے بڑے جگ شربت سے بھرے اور مسجد میں اِفطاری بھیجی۔

مغرب کی اذان ہوئی۔ دادی امّاں نے زَینب کو دُعا پڑھائی اور اپنے ہاتھ سے کھجور کھلائی۔ سب نے روزہ کھولا۔ شربت پیا، اِفطاری کھائی اور مغرب کی نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ (نورالعین علی)

اِفطار	–	روزہ کھولنا
اِفطاری	–	روزہ کھولنے کے لیے کھانے پینے کی چیزیں
گجرا	–	بالوں میں لگانے کا پھولوں کا ہار

سامان چُننا - سامان ڈھنگ سے رکھنا

سینی - تھال

مشق

❁ ایک جملے میں جواب لکھو:

۱۔ زَینب کس بات کی ضد کر رہی تھی؟

۲۔ پھوپھی جان نے زَینب کے ہاتھوں میں کیا لگایا؟

۳۔ اِفطاری کی تیاری کب شروع ہوئی؟

۴۔ ارشد اور اکبر کس کے ساتھ آئے؟

❁ مختصر جواب لکھو:

۱۔ امّی نے اِفطار کے وقت زَینب کو کیسے سنوارا؟

۲۔ زَینب کی سہیلیوں نے اِفطار کی تیاری کے لیے کیا کِیا؟

۳۔ امّی نے مسجد میں کیا بھیجا؟

۴۔ زَینب کا روزہ اِفطار کس طرح کرایا گیا؟

❁ سبق پڑھ کر خالی جگہ میں مناسب لفظ لکھو:

۱۔ آج زَینب کا پہلا .... ہے۔

۲۔ پھوپھی جان نے بازار سے .... منگوائی۔

۳۔ سب اپنے گھر سے زَینب کے لیے .... لائے۔

۴۔ فرح اور کوثر نے .... بچھایا۔

۵۔ دادی امّاں نے زَینب کو .... پڑھائی۔

❁ اِن لفظوں کے واحد لکھو:

روزے	کپڑے	سہیلیاں	سموسے
پکوڑے	گُلگُلے	سنترے	پھانکیں

دیے ہوئے جملے غلط ہیں یا صحیح، لکھو:

۱۔ زَینب روز امّی سے کہتی کہ آج مجھے سحری کے لیے جگائیے۔

۲۔ آج زَینب کا تیسرا روزہ ہے۔

۳۔ آٹھ دس روزے گزر گئے۔

۴۔ چچی جان پکوڑے اور گُلگُلے لائیں۔

۵۔ دادی امّاں نے زَینب کو دُعا پڑھائی۔

۶۔ ارشد اور اکبر نے دسترخوان بِچھایا۔

اپنے استاد کی مدد سے واحد کی جمع اور جمع کی واحد لکھو۔

نظر	راہیں	بہن	چُھٹّی	سنترے
نظریں	راہ	....	....	....

شیشہ	کچھوے	لومڑی	آنکھیں	موج
....	....	....	....	....

منڈیاں	کتاب	کہانی	گھٹائیں	ہوا
....	....	....	....	....

دانہ	لڑکا	بجلیاں	قربانی	حصّہ
....	....	....	....	....

۱۳

میں اچھّا بنوں گا

2ZVRM6

خوشی سے پڑھوں گا ، خوشی سے لکھوں گا
خوشی سے ہر اِک کام کرتا رہوں گا
نہا دھوکے مَیں صاف سُتھرا رہوں گا
لِباس اپنا ہر وقت اُجلا رکھوں گا

بڑے شوق سے مدرسے جاؤں گا مَیں
سبق ختم ہوتے ہی گھر آؤں گا مَیں
سلیقے سے اپنی کتابیں رکھوں گا
سبق اپنا ہر روز پڑھتا رہوں گا

کروں گا، جو ماں باپ مجھ سے کہیں گے
مِرے کام سے وہ سدا خوش رہیں گے
اَدب اپنے اُستاد کا مَیں کروں گا
توَجُّہ سے ہر بات اُن کی سنوں گا

بَھلائی سے کرتا رہوں گا محبّت
بُرائی سے کرتا رہوں گا میں نفرت
مَیں سچّا بنوں گا ، مَیں اچھّا بنوں گا
مَیں اچھّوں کی صُحبت میں ہر دَم رہوں گا

(تلوک چند محرومؔ)

سدا - ہمیشہ، ہردَم

صُحبت - ساتھ

مشق

❁ **ایک جملے میں جواب لکھو :**

ا۔ بچّہ اپنی کتابیں کس طرح رکھنا چاہتا ہے؟

۲۔ بچّہ کس کا ادب کرنا چاہتا ہے؟

۳۔ بچّہ کیسا بننا چاہتا ہے؟

❁ **مختصر جواب لکھو :**

ا۔ بچّہ ماں باپ کو کس طرح سدا خوش رکھنا چاہتا ہے؟

۲۔ اچھّوں کی صُحبت میں رہنے کا بچّے پر کیا اثر ہوگا؟

۳۔ اچھّے بچّے کی تین خوبیاں لکھو۔

❁ **نظم پڑھ کر خالی جگہ میں مناسب لفظ لکھو :**

ا۔ بڑے .... سے مدرسے جاؤں گا میں (ذوق ، شوق)

۲۔ مِرے کام سے وہ .... خوش رہیں گے (صدا ، سدا)

۳۔ بَھلائی سے کرتا رہوں گا .... (محبّت ، اُلفت)

۴۔ مَیں اچھّوں کی صُحبت میں .... رہوں گا (ہر دِن ، ہر دَم)

سرگرمی :

اِس نظم کو زبانی یاد کرو اور سب مل کر گاؤ۔

نٹ کھٹ بچّی

سُن لو ایک کہانی

بچّو! سُن لو ایک کہانی

سات برس کی اِک بچّی ہے نام ہے جس کا پُونم
لیکن سب بچّوں نے اس کا نام رکھا ہے رانی

سُن لو ایک کہانی

بچّو! سُن لو ایک کہانی

ممّی اُس کو ڈانٹ پلائے یا ڈیڈی دھمکائے
کہتی ہے "کہنا مانوں گی" کرتی ہے من مانی

سُن لو ایک کہانی

بچّو! سُن لو ایک کہانی

تب تک سوتی ہی نہیں ہرگز دیر ہو چاہے جتنی
یہ ہر رات کو سُن نہیں لیتی جب تک ایک کہانی

سُن لو ایک کہانی

بچّو! سُن لو ایک کہانی

'چوہے اور بِلّی کی لڑائی'، 'سوداگر اور بندر'
چھوٹے موٹے قصّے اُس کو سب ہیں یاد زبانی

سُن لو ایک کہانی

بچّو! سُن لو ایک کہانی

(جگن ناتھ آزاد)

چوٗہا اور بِلّی

بِلّی چوٗہا ، چوٗہا بِلّی
سوچ رہے تھے جائیں دِلّی

پہلے سوچا ٹرین سے جائیں
لیکن پیسے کہاں سے لائیں

بس میں کیسے چڑھ پائیں گے
پکڑے گئے تو پچھتائیں گے

چوٗہا بولا بات بدل کر
ہم جائیں گے پیدل چل کر

سُن کے بِلّی بھی مُسکائی
پھر بولی ہاں ٹھیک ہے بھائی

خوش تھے دونوں دِل میں اپنے
دیکھ رہے تھے رنگیں سپنے

لال قلعے کو ، چِڑیا گھر کو
ہم دیکھیں گے ہر منظر کو

جامع مسجد ، اپّو گھر بھی
لاٹ قطب کی اور صدر بھی

جنتر منتر بھی جائیں گے
جھوٗمیں ناچیں گے ، گائیں گے

(شمسؔ دیوبندی)

فقیر کی ایمان داری

آج احمد بہت خوش تھا۔ اُسے پہلی تنخواہ جو ملی تھی۔ اس کا بٹوہ نوٹوں سے بھرا ہوا تھا۔ اسے گھر پہنچنے کی جلدی تھی۔ وہ ایک گلی میں مُڑا۔ نکّڑ پر بیٹھے ہوئے ایک فقیر کو دیکھ کر رُک گیا۔ پھٹے پُرانے کپڑوں اور سر اور ڈاڑھی کے بڑھے ہوئے بالوں سے اس کی غریبی ظاہر ہو رہی تھی۔

احمد نے جیب سے بٹوہ نکالا۔ پانچ کا نوٹ نکال کر فقیر کو دِیا۔ بٹوہ جیب میں رکھا اور آگے بڑھ گیا۔ اس نے یہ سُننے کی بھی کوشش نہیں کی کہ فقیر کیا دُعائیں دے رہا ہے۔

اس واقعے کو پانچ چھے مہینے گزر گئے۔ آج بھی پہلی ہی تاریخ تھی۔ احمد اسی گلی سے گزرا۔ وہ پریشان حال فقیر اُسی نکّڑ پر بیٹھا ہوا تھا۔ احمد رُکا۔ بٹوے سے پانچ کا نوٹ نکال کر فقیر کو دیا اور آگے بڑھنے لگا۔ اس دوران فقیر اسے غور سے دیکھتا رہا۔ گویا اسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔ پھر اس نے آواز دی، ”صاحب! ذرا سُنیے۔“

احمد نے پلٹ کر پوچھا، ”کیا بات ہے؟“

”آپ کی ایک امانت میرے پاس ہے۔ اسے لے جائیے۔ چھے مہینے سے سنبھال کر رکھی ہے۔“ یہ کہہ کر اس نے پیوند لگے پاجامے کے نیفے سے ایک مُڑا تُڑا نوٹ نکالا اور اسے سیدھا کیا۔ وہ سو رُوپے کا نوٹ تھا۔ اس نے نوٹ احمد کی طرف بڑھا دیا۔ ”یہ لیجیے آپ کی امانت۔“

احمد نے تعجّب سے کہا، ”میں کیوں لوں؟ یہ نوٹ تو میرا نہیں ہے۔“

”آپ ہی کا ہے صاحب، چھے مہینے پہلے آپ نے مجھے پانچ کا نوٹ خیرات میں دیا تھا۔ اُس وقت یہ نوٹ آپ کے بٹوے سے گِر گیا تھا۔ آپ اسے لے لیجیے۔“

احمد نے حیرت سے کہا، ”تم تو مانگ کر گزارہ کرتے ہو۔ پہلے سے بھی زیادہ پریشان حال دِکھائی دے رہے ہو۔ یہ سو روپے کا نوٹ تو تمھارے لیے بہت قیمتی تھا۔ تم نے اسے خرچ کیوں نہیں کر ڈالا؟“

فقیر نے کہا، ”صاحب! میں فقیر ضرور ہوں لیکن بے ایمان نہیں۔ مہربانی کر کے اپنی امانت واپس لے لیجیے۔“

احمد نے نوٹ واپس لے لیا۔ فقیر کا شُکریہ ادا کیا اور دل ہی دل میں اس کی ایمان داری کی تعریف کرتا ہوا گھر کی طرف چل پڑا۔

(محمد حسن فاروقی)

دھوبی کی چالاکی

کسی مُلک پر ایک بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ اُس کا نام خاقان تھا۔ اس کے پاس بہت سے کالے ہاتھی تھے۔ سفید ہاتھی ایک بھی نہ تھا جبکہ پڑوسی مُلک کے بادشاہ کے پاس پانچ سفید ہاتھی تھے اور اس کا مُلک سفید ہاتھیوں کے مُلک کے نام سے دُور دُور تک مشہور تھا۔

خاقان کی خواہش تھی کہ اپنے پڑوسی بادشاہ سے ملنے کے لیے سفید ہاتھی پر بیٹھ کر جائے۔ اس نے اعلان کروایا تھا کہ جو شکاری بادشاہ کو سفید ہاتھی لا کر دے گا اس کو ہاتھی کے وزن کے برابر اشرفیاں انعام میں دی جائیں گی۔ بہت دن گزر گئے لیکن کوئی شخص بادشاہ کے لیے سفید ہاتھی نہ لا سکا۔

بادشاہ کی رعایا میں ایک کمھار اور ایک دھوبی بھی رہتے تھے۔ کمھار اپنے فن میں بہت ماہر تھا۔ وہ بہت خوبصورت برتن بناتا تھا لیکن حد درجہ سُست اور کاہل تھا۔ کمھار کے مقابلے میں دھوبی بہت محنتی تھا۔ اُس کی آمدنی بہت اچھی تھی۔ کمھار اور اس کی بیوی دھوبی کی آرام دہ زندگی سے بہت جلتے تھے۔ وہ ہمیشہ اُسے نُقصان پہنچانے کی فکر میں رہتے تھے۔

ایک دن کمھار بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، "جہاں پناہ! میرے پڑوس میں ایک دھوبی رہتا ہے۔ وہ اپنے کام میں بہت ماہر ہے۔ وہ کالے کپڑوں کو دھو کر دُودھ کی طرح سفید کر دیتا ہے۔ عالی جاہ! آپ اُسے حکم دیں کہ وہ آپ کے کالے ہاتھی کو دھو کر سفید کر دے۔ اس طرح بادشاہ سلامت کو ایک سفید ہاتھی مل جائے گا۔"

بادشاہ نے دھوبی کو بُلایا اور کمھار کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کرنے کے لیے کہا۔ دھوبی سمجھ گیا کہ یہ سب کمھار کی چال ہے۔ اُس نے کہا، "بادشاہ سلامت! آپ کا حُکم سر آنکھوں پر۔ برائے مہربانی آپ میرے پڑوسی کمھار کو حکم دیں کہ میرے لیے اتنا بڑا ٹب بنا دے جس میں کالے ہاتھی کو دھو کر میں سفید کر سکوں۔ یہ کام دریا میں نہیں ہوسکتا۔ دریا کا پانی گرم نہیں کیا جاسکتا۔ مجھے ہاتھی کو بھٹّی میں چڑھانے اور اسے سفید کرنے کے لیے انتہائی گرم پانی کی ضرورت پڑے گی۔"

اب بادشاہ نے کمھار کو حکم دیا، "سنو! تم ہاتھی کو نہلانے کے لیے فوراً ایک بڑا ٹب بناؤ۔ یہ بہت ضرُوری ہے۔"

کمھار اور اس کے خاندان کو بہت بڑا ٹب تیار کرنے میں تین ماہ لگ گئے۔ کئی لوگ اُسے اُٹھا کر بادشاہ کے دربار تک لائے لیکن یہ کیا! ہاتھی کے پاؤں رکھتے ہی ٹب ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔

بادشاہ نے کمھار کو دُوسرا ٹب بنانے کا حکم دیا۔

کمھار نے بڑی محنت سے دوسرا مضبوط ٹب بنایا۔ اُسے کئی لوگ مل کر دربار میں لائے۔ ٹب میں پانی بھرا گیا۔ دھوبی نے اس کے نیچے آگ سُلگائی۔ ہاتھی کو اس میں داخل کیا گیا لیکن یہ ٹب بھی کام نہ آیا۔ اس کا پیندا اتنا موٹا تھا کہ آگ کی گرمی پانی تک نہ پہنچ سکی۔

غرض ٹب بنانے کا کام چلتا رہا۔ کمھار اور اس کے خاندان والے ٹب بنا بنا کر پریشان ہو گئے۔

ایک دن کمھار بادشاہ سلامت کو ایک نیا ٹب دِکھا رہا تھا کہ اتنے میں کئی شکاری دوڑتے ہوئے دربار میں داخل ہوئے۔ انھوں نے چِلّا کر کہا، "جہاں پناہ! آپ کو فتح مُبارک ہو۔ ہم نے آپ کے لیے ایک سفید ہاتھی پکڑ لیا۔ اب لوگ آپ کو سفید ہاتھی کا بادشاہ کہیں گے۔"

سفید ہاتھی بادشاہ سلامت کے حضوٗر میں پیش کیا گیا۔ بادشاہ خوشی کے مارے دھوبی، کمھار اور ہاتھی کو نہلانے والے ٹب کو بھوٗل گیا۔

اس طرح کمھار کی جان بچی اور دھوبی نے بھی خدا کا شکر ادا کیا۔ (احمد جمال پاشا)

315MNT

بہادر جوزَف

کسی دریا کے قریب ایک چھوٹی سی بستی تھی۔ وہاں کے لوگوں نے دریا کے کنارے ایک مضبوط دیوار بنائی تھی۔ یہ دیوار دریا کے پانی کو بستی میں آنے سے روکنے کے لیے تھی۔

اسی بستی میں جوزف نام کا ایک لڑکا رہتا تھا۔ ایک شام وہ دریا کے کنارے کھیل رہا تھا۔ کھیلتے کھیلتے اُس نے دیکھا کہ دیوار میں ایک سوٗراخ ہو گیا ہے اور اس میں سے پانی نکل رہا ہے۔ اُس نے خیال کیا، یہ سوٗراخ اِس وقت تو چھوٹا سا ہے مگر آہستہ آہستہ بڑھتا جائے گا اور پھر اِتنا پانی بہنے لگے گا کہ ساری بستی ڈوب جائے گی۔ اُس نے سوچا، پانی کو روکنے کی کیا ترکیب ہو سکتی ہے؟ کیا بستی میں جا کر سب کو خبر کر دوں؟ مگر اس طرح تو بہت دیر ہو جائے گی۔ تب تک سوٗراخ اتنا بڑا ہو جائے گا کہ پانی کو روکنا مشکل ہو گا۔

آخر ایک ترکیب جوزف کی سمجھ میں آئی۔ اُس نے اپنی ہتھیلی سوٗراخ پر لگا دی، پانی تب بھی نہ رکا۔ وہ سوٗراخ سے اپنی پیٹھ لگا کر بیٹھ گیا۔ دھیرے دھیرے سردی بڑھنے لگی لیکن جوزف نے ہمّت نہ ہاری اور وہیں ڈٹا

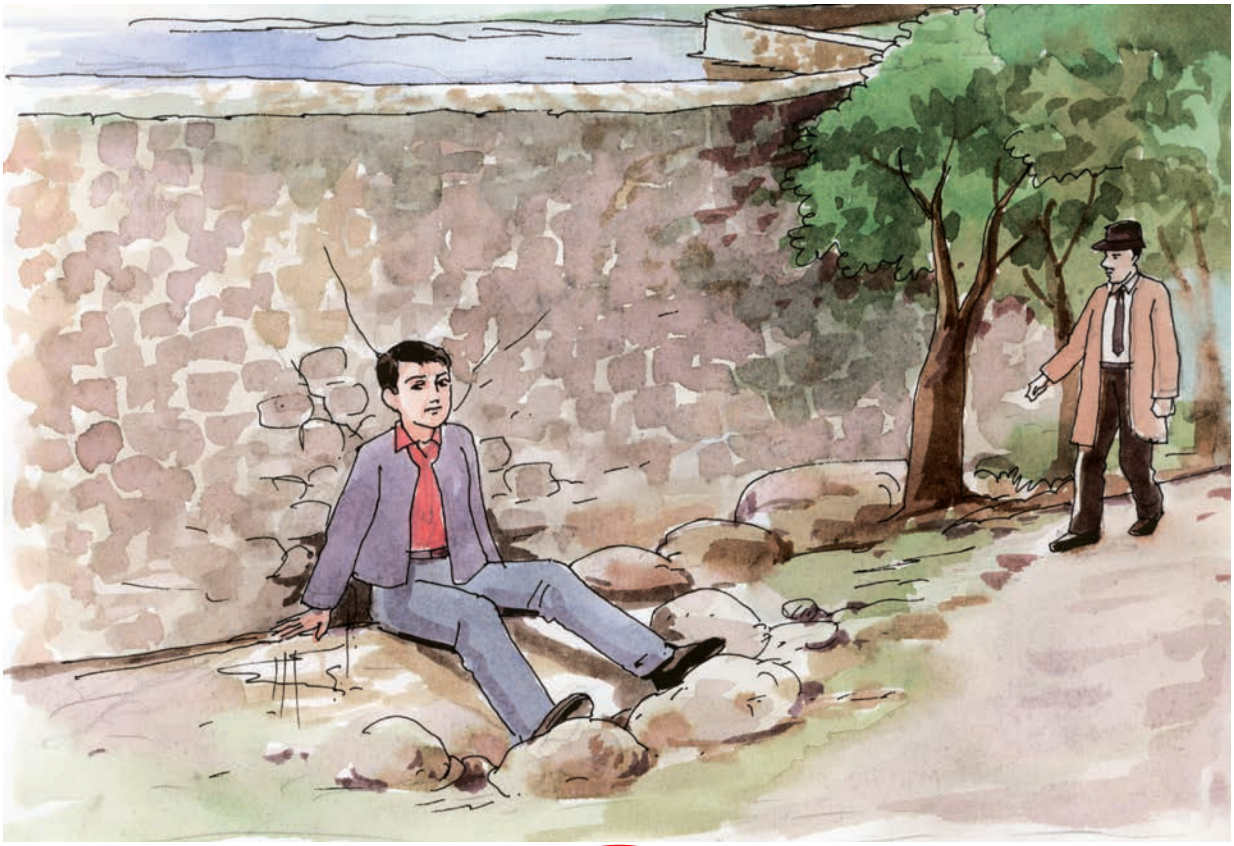

رہا۔ وہ رات بھر اسی طرح دیوار سے پیٹھ لگائے بیٹھا رہا تا کہ سوٗراخ نہ بڑھے اور پانی رُک جائے۔ سردی سے اُس کے ہاتھ پاؤں شل ہو گئے۔

صبح کے وقت ایک شخص اُدھر سے گزرا۔ وہ جوزف کے قریب گیا جو سردی سے اکڑ گیا تھا۔ اس کی پیٹھ جس جگہ دیوار سے لگی ہوئی تھی وہاں سے تھوڑا تھوڑا پانی نکل رہا تھا۔ وہ شخص سمجھ گیا کہ ماجرا کیا ہے۔ وہ دوڑتا ہوا بستی میں پہنچا اور بہت سے لوگوں کو بُلا لایا۔

اُس وقت تک جوزف کی حالت بہت نازک ہو چکی تھی۔ کچھ نوجوان لڑکوں نے اُسے وہاں سے اُٹھایا اور اُسے لے کر بڑی تیزی سے اسپتال کی طرف روانہ ہوئے۔ دوٗسرے لوگ سوٗراخ بند کرنے میں لگ گئے۔ تھوڑی دیر کوشش کرنے کے بعد سوٗراخ بند ہو گیا اور دیوار سے پانی آنا رُک گیا۔

اُدھر اسپتال میں ڈاکٹروں نے بڑی محنت اور توجّہ سے جوزف کا علاج کیا۔ کچھ دنوں کے بعد جوزف بالکل اچھّا ہو گیا۔

جوزف نے اپنی جان کی پروا نہ کرتے ہوئے بستی کو تباہی سے بچایا تھا۔ اس کے اسپتال سے گھر واپس آنے پر بستی کے سب لوگوں نے خوب خوشیاں منائیں۔ گھر گھر اس کی بہادری کے چرچے ہونے لگے۔

(مشتاق رضا)

ماجرا – واقعہ، بات، معاملہ

چرچا ہونا – کسی بات کا بار بار ذکر ہونا

مشق

ایک جملے میں جواب لکھو:

۱۔ دیوار کس لیے بنائی گئی تھی؟

۲۔ جوزف کہاں کھیل رہا ہے؟

۳۔ جوزف سوٗراخ بند نہ کرتا تو کیا ہوتا؟

۴۔ جوزف نے سوٗراخ بند کرنے کی کیا ترکیب کی؟

۵۔ وہاں سے گزرنے والے شخص نے کیا دیکھا؟

۶۔ جوزف کی بہادری کے چرچے کیوں ہونے لگے؟

❁ دیے ہوئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کرو:

پروانہ کرنا　　　ماجرا　　　ترکیب

❁ اس کہانی میں نیچے دیے ہوئے لوگوں نے کیا کام کیا:

- جوزف کے پاس سے گزرنے والا شخص
- نوجوان لڑکے
- بستی کے دوسرے لوگ
- ڈاکٹر

❁ دیے ہوئے جملے غلط ہیں یا صحیح، لکھو:

۱۔ بستی کے کنارے ایک سمندر تھا۔
۲۔ دیوار میں ایک سوراخ ہوگیا تھا۔
۳۔ جوزف کے پاس سے گزرنے والے شخص نے سوراخ بند کرنے کی کوشش کی۔
۴۔ نوجوان لڑکوں نے جوزف کو فوراً اس کے گھر پہنچا دیا۔
۵۔ بستی کے لوگوں نے سوراخ بند کر دیا۔
۶۔ جوزَف کے اسپتال سے آنے پر لوگوں نے خوشیاں منائیں۔

❁ نیچے دیے ہوئے خانوں سے لفظ لے کر واحد کے پانچ جملے اور جمع کے پانچ جملے بناؤ:

وہ	سوچ چل دیکھ جاگ گا	رہا ہے۔ رہے ہیں۔

31EIQG

سیوا گرام

وردھا شہر سے کچھ دُور ایک چھوٹا سا گاؤں سیوا گرام ہے۔ یہاں گاندھی جی کے رہنے کی ایک سادہ کُٹیا ہے۔ اسے 'باپو کُٹی' کہتے ہیں۔ یہ مٹّی اور بانس کی بنی ایک جھونپڑی ہے۔ اس کی چھت کویلو کی ہے۔ اس میں محلوں جیسی رونق اور خوبصورتی نہیں مگر اسے دیکھنے کے لیے دُور دُور سے لوگ آتے ہیں۔ باپو کُٹی میں گاندھی جی نے اپنی زندگی کے آخری گیارہ برس گزارے تھے۔

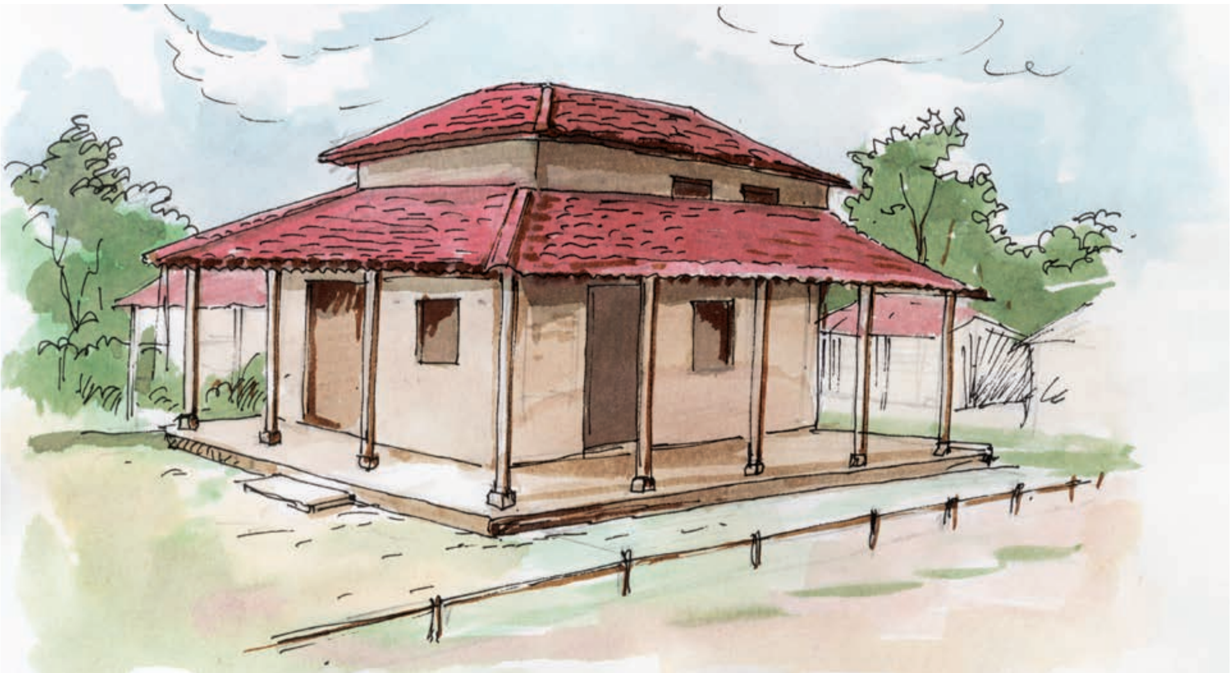

سیوا گرام میں 'باپو کُٹی' کے علاوہ گاندھی جی کی بیوی کستوربا کے نام سے 'کستوربا کُٹی' بھی ہے۔ یہاں دُور سے آئے ہوئے مہمانوں کے ٹھہرنے کے لیے مہمان خانہ بھی بنایا گیا ہے۔ یہ سارے مکانات بہت ہی سادہ ہیں۔ آؤ باپو کُٹی میں چلیں۔

دیکھو، دروازے کے پاس باپو کی لاٹھی رکھی ہے۔ اِدھر دائیں جانب باپو بیٹھتے تھے۔ پاس ہی اُن کا چرخہ ہے۔ اسی پر وہ سوت کاتتے تھے۔ اس شیشے کی الماری میں باپو کا قلم دان، چشمہ اور گھڑی ہے۔ یہاں پتّھر کے بنے ہوئے تین بندر بھی ہیں جو اِشاروں سے بتاتے ہیں کہ 'بُرا مت دیکھو، بُرا مت کہو، بُرا مت سُنو'

ایک چوکی پر گاندھی جی کی قندیل رکھی ہے۔ گاندھی جی کے زمانے میں کُٹیا میں بجلی کی روشنی نہیں تھی اس لیے

آج بھی وہاں بجلی کا انتظام نہیں ہے۔ ہر چیز ویسی ہی ہے جیسی گاندھی جی کے زمانے میں تھی۔

باپُو کی ہر چیز سادہ تھی۔ وہ سادہ کھانا کھاتے تھے۔ان کا لباس بھی سادہ ہوتا تھا۔ بڑے نیک اِنسان تھے۔ لوگوں سے کہتے، "سچ کہنے سے مت ڈرو۔"

ذرا کُٹیا کی دیواریں دیکھو۔ جگہ جگہ تختیاں لگی ہوئی ہیں۔ ہر تختی پر کسی نہ کسی مذہب کی دُعا لکھی ہوئی ہے۔ گاندھی جی ہر مذہب کی عزّت کرتے تھے۔ وہ ہندو، مُسلم، سِکھ، عیسائی سب سے پیار کرتے تھے۔

آؤ اب کُٹیا کے باہر چلیں۔ دیکھو پیپل کے اس پیڑ کے نیچے گاندھی جی بیٹھتے تھے۔ یہیں ہر مذہب کی دُعا

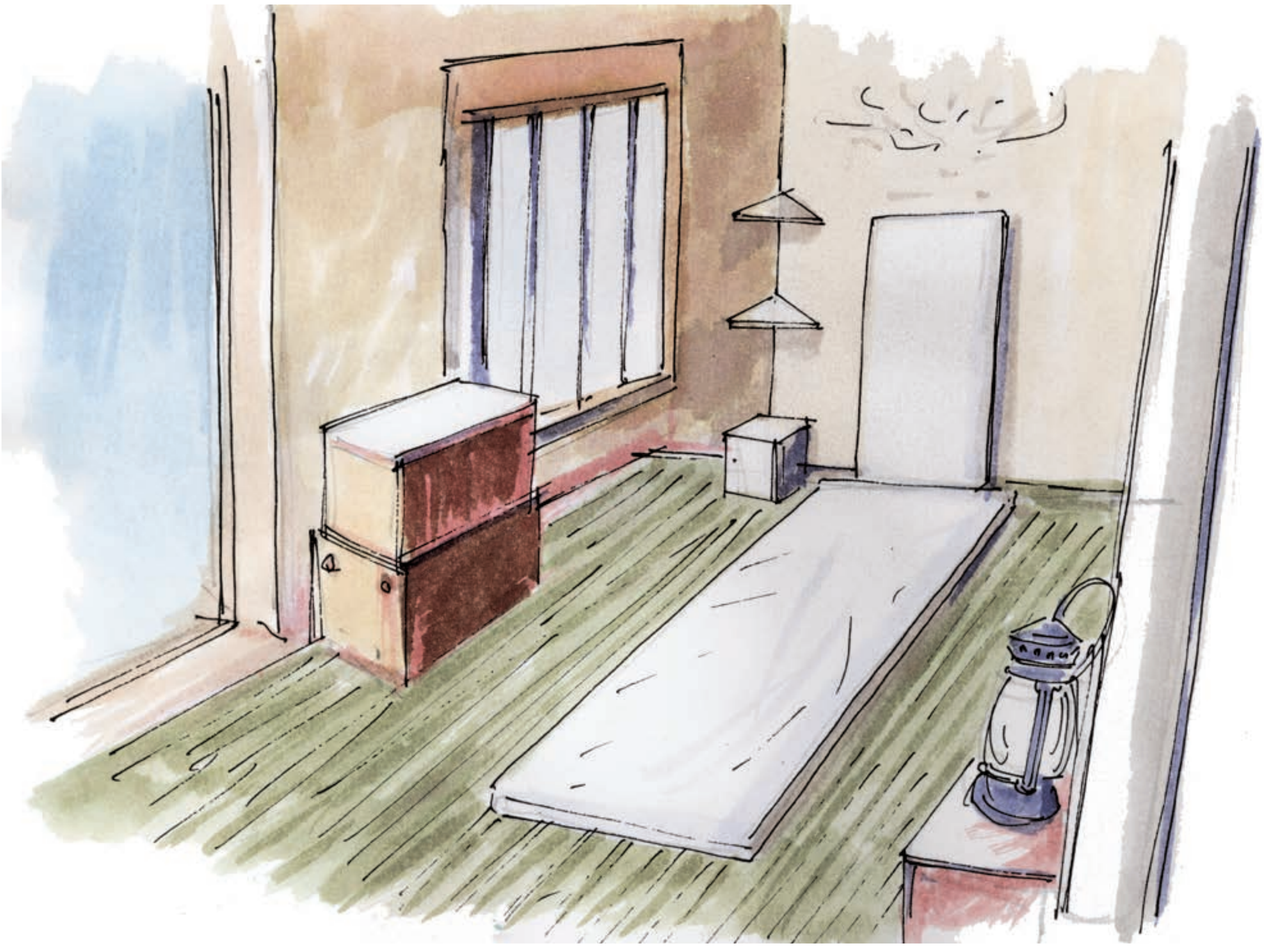

پڑھی جاتی تھی اور بھجن ہوتا تھا۔ آج بھی یہاں سب کچھ اُسی طرح ہوتا ہے۔

کُٹیا کے پیچھے ایک گئوشالا ہے۔ اس کے نزدیک کتائی گھر اور بُنائی گھر ہیں۔ یہاں سُوت کاتا جاتا ہے۔ اِسی سے کھادی بُنی جاتی ہے۔ سڑک کے اُس پار کستوربا اسپتال ہے۔ اِسی کے نزدیک گاندھی جی کے زمانے کا ڈاک خانہ بھی ہے۔ دُور دُور سے لوگ گاندھی جی کی کُٹیا دیکھنے سیوا گرام آتے ہیں۔

(محمد احمد فردوسی)

کُٹی - کُٹیا، جھونپڑی

کھادی - ہاتھ کرگھے پر بُنا ہوا سوتی کپڑا

گئوشالا - گاندھی جی کے زمانے میں یہاں گائے بکریاں باندھی جاتی تھیں

مشق

- **ایک جملے میں جواب لکھو :**

۱۔ گاندھی جی کہاں رہتے تھے؟

۲۔ باپوکُٹی میں گاندھی جی نے کتنے برس گزارے؟

۳۔ گاندھی جی کی کُٹیا میں کون سی چیزیں رکھی ہوئی ہیں؟

۴۔ ہر تختی پر کیا لکھا ہوا ہے؟

۵۔ آج بھی ہر مذہب کی دعا کہاں پڑھی جاتی ہے؟

- **سبق پڑھ کر گاندھی جی کی کُٹیا کے بارے میں پانچ جملے لکھو۔**

- **ان لفظوں کو اپنی بیاض میں خوش خط لکھو :**

کُٹیا قلم دان چوکی قندیل گئوشالا کتائی گھر بُنائی گھر

- **دی ہوئی مثال کے مطابق نیچے دیے ہوئے لفظوں کے آخر میں 'خانہ' لگا کر لفظ بناؤ :**

مثال : ڈاک + خانہ = ڈاک خانہ

دوا کتب مہمان باورچی

- **اِس سبق میں ایک ہندی لفظ آیا ہے 'گئوشالا' جو 'گئو + شالا' کے ملنے سے بنتا ہے یعنی گایوں کا گھر۔**

ہماری زبان میں بھی ایسے لفظ موجود ہیں جیسے کتائی گھر، بُنائی گھر، کتاب گھر، پوُجا گھر، گھنٹہ گھر۔

١٦

اُردوٗ زباں ہماری

31NES4

کیسی ہے پیاری پیاری ، اُردوٗ زباں ہماری
پھوٗلوں کی جیسے کیاری ، اُردوٗ زباں ہماری

بھارت ہے اِس کا مسکن ، بھارت ہے اِس کا گُلشن
بھارت کی ہے دُلاری ، اُردوٗ زباں ہماری

ہندوٗ بھی بولتے ہیں ، مسلم بھی بولتے ہیں
لگتی ہے سب کو پیاری ، اُردوٗ زباں ہماری

جھڑتے ہیں پھوٗل منہ سے ، گُھلتا ہے رَس فَضا میں
جب ہو زباں پہ جاری ، اُردوٗ زباں ہماری

پھوٗلے پھلے ہمیشہ ، سارے جہاں میں ، یا رب!
ہو ہر زباں پہ جاری ، اُردوٗ زباں ہماری

(حافظؔ باقوی)

مسکن - رہنے کی جگہ
گُلشن - باغ
دُلاری - پیاری
جھڑتے ہیں پھول منہ سے - زبان سے بہت اچھّی باتیں نکلتی ہیں
گُھلتا ہے رس فَضا میں - یہاں مراد اُردوٗ زبان کانوں کو بھلی معلوم ہوتی ہے
پھوٗلنا پھلنا - ترقّی کرنا

مشق

ایک جملے میں جواب لکھو:

۱۔ یہ نظم کس زبان کے بارے میں ہے؟

۲۔ اُردو زبان کا مسکن کسے کہا گیا ہے؟

۳۔ اُردو زبان کے لیے بچّہ کیا دُعا مانگ رہا ہے؟

نظم پڑھ کر خالی جگہ میں مناسب لفظ لکھو:

۱۔ پھولوں کی جیسے ....

۲۔ بھارت ہے اس کا ....

۳۔ جھڑتے ہیں .... منہ سے

۴۔ گھلتا ہے رس .... میں

۵۔ ہو ہر .... پہ جاری

						ہندسے
ا						ایک ۱
ب	پ	ت	ٹ	ث		دو ۲
ج	چ	ح	خ			تین ۳
د	ڈ	ذ				چار ۴
ر	ڑ	ز	ژ			پانچ ۵
س	ش	ص	ض			چھ ۶
ط	ظ	ع	غ			سات ۷
ف	ق	ک	گ			آٹھ ۸
ل	م	ن	و	ں		نو ۹
ہ	ء	ی	ے	شمال مشرق + مغرب جنوب		صفر ۰

31XATR

کوئی کام چھوٹا نہیں

یہ واقعہ اُس زمانے کا ہے جب جارج واشنگٹن امریکہ کے صدر تھے۔ ایک مرتبہ اُن کا گزر کسی شہر سے ہوا۔ ایک جگہ اُنھوں نے دیکھا کہ سڑک پر ایک درخت گرا ہوا ہے اور راستہ بند ہو گیا ہے۔ اُنھوں نے یہ بھی دیکھا کہ ان کی فوج کے کچھ سپاہی اس درخت کو راستے سے ہٹانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اُنھیں اس بات کی خوشی ہوئی کہ سپاہی اپنی ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے راستے کی رُکاوٹ دُور کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ فوجیوں سے جنگ لڑنے اور دشمنوں سے مُلک کی حِفاظت کرنے کے علاوہ اور بھی بہت سارے کام لیے جاتے ہیں۔

سپاہی درخت کو ہٹانے کے لیے اپنی پُوری قوت لگا رہے تھے۔ درخت بہت وزنی تھا۔ وہ اپنی جگہ سے ہلتا بھی نہ تھا۔ سپاہی بری طرح تھک چکے تھے۔ سپاہیوں کا افسر دُور کھڑا تماشا دیکھ رہا تھا۔ وہ اُن کی مدد کرنے کی بجائے اُنھیں ڈانٹ رہا تھا۔

واشنگٹن سادہ لباس میں تھے اِس لیے کوئی اُنھیں پہچان نہ سکا۔ اُنھوں نے آگے بڑھ کر افسر سے کہا، ”بھئی، اِن سپاہیوں کو ڈانٹنے کی بجائے تم اِن کی مدد کیوں نہیں کرتے۔ ایک آدمی کے بڑھنے سے طاقت بڑھ جائے گی اور یہ درخت ہٹ جائے گا۔“

افسر کو اپنے افسر ہونے کا بڑا غرور تھا۔ اُس نے لاپروائی سے جواب دیا، ”میں اِن سپاہیوں کا افسر ہوں۔ یہ کام میرا نہیں، اِن سپاہیوں کا ہے۔ میں یہ کام کیوں کروں؟“

واشنگٹن کو اس کا جواب سُن کر غُصّہ تو بہت آیا مگر اُنھوں نے اپنے غصّے کو ظاہر نہیں کیا۔ اُنھوں نے کہا، ”معاف کرنا، مجھے معلوم نہ تھا۔“ یہ کہہ کر وہ اپنے گھوڑے سے اُترے اور درخت ہٹانے میں سپاہیوں کی مدد کرنے لگے۔ ایک شخص کو اپنی مدد کے لیے آتے دیکھ کر تھکے ہوئے سپاہیوں کو بڑا حوصلہ ملا۔ واشنگٹن نے سپاہیوں سے کہا، ”چلو، ہم سب مل کر ایک ساتھ زور لگاتے ہیں۔“

سپاہیوں نے ایک نئے جوش کے ساتھ زور لگایا۔ آخر درخت اپنی جگہ سے ہٹ گیا اور راستہ کُھل گیا۔ سپاہیوں نے واشنگٹن کا شکریہ ادا کیا۔

واشنگٹن اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ سفر پر آگے جاتے ہوئے انھوں نے افسر سے کہا، ”جب کبھی آپ کو ایسے کاموں میں مدد کی ضرورت پڑے تو اپنے صدر کو بُلا لیا کیجیے۔ وہ آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہو جائے گا۔“

اب افسر نے پہچانا کہ یہ امریکہ کے صدر جارج واشنگٹن ہیں۔ وہ اپنی غلطی پر بہت شرمندہ ہوا۔ اس نے معافی مانگتے ہوئے کہا، ”جناب، مجھے معاف کر دیجیے۔“

صدر جارج واشنگٹن نے اُسے معاف کر دیا اور مُسکرا کر کہا، ”یاد رکھو! کوئی کام چھوٹا نہیں ہوتا۔“

(ماخوذ)

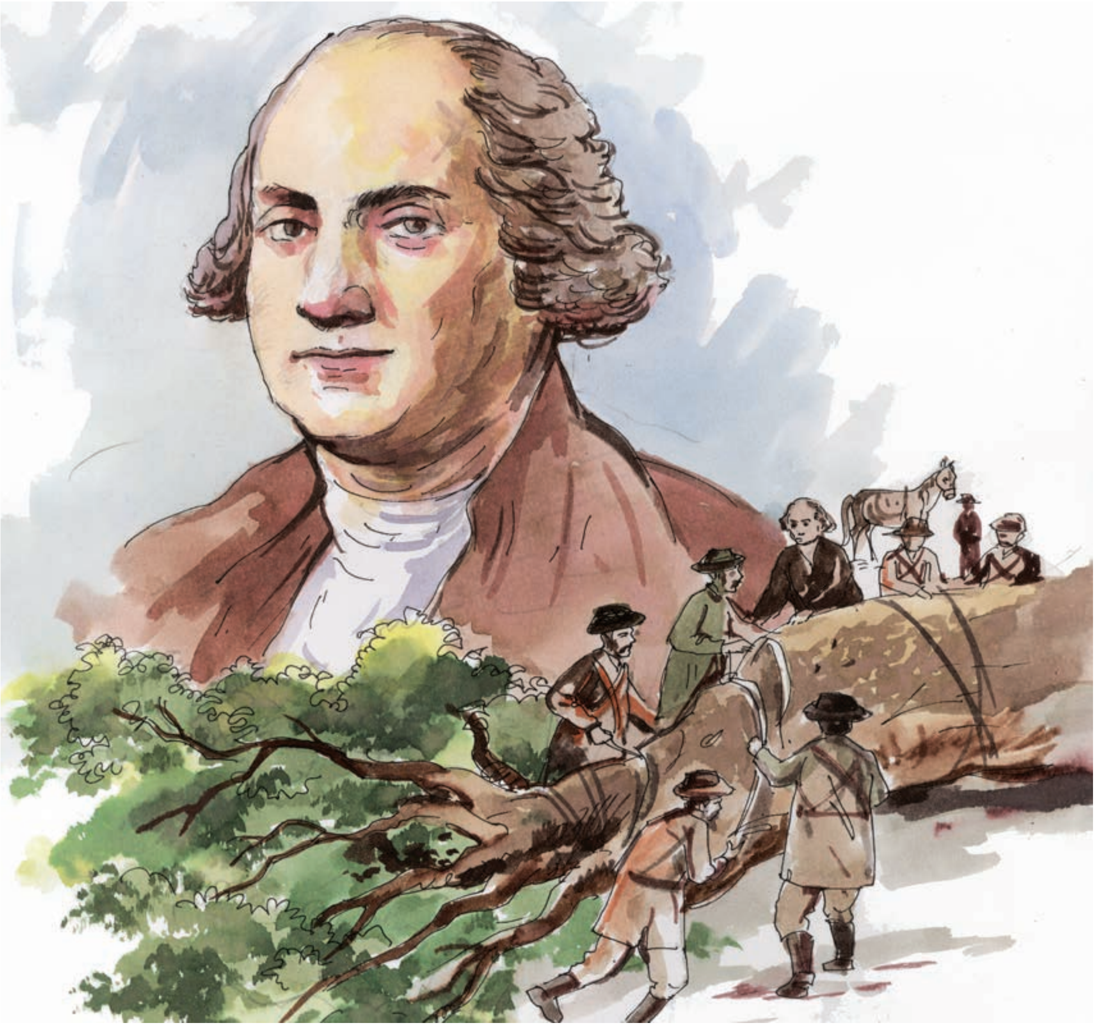

قوّت - طاقت

غرُور - گھمنڈ

حوصلہ - ہمّت

ایک جملے میں جواب لکھو:

۱۔ جارج واشنگٹن کون تھے؟

۲۔ سپاہی کیا کر رہے تھے؟

۳۔ سپاہیوں کو کون ڈانٹ رہا تھا؟

۴۔ واشنگٹن نے افسر سے کیا کہا؟

مختصر جواب لکھو:

سفر پر آگے جاتے ہوئے واشنگٹن نے افسر سے کیا کہا؟

سبق پڑھ کر خالی جگہ میں مناسب لفظ لکھو:

۱۔ واشنگٹن .... لباس میں تھے۔

۲۔ افسر نے .... سے جواب دیا۔

۳۔ واشنگٹن اپنے گھوڑے پر .... ہوئے۔

نیچے دیے ہوئے جملے کس سے کہے گئے:

۱۔ "ایک آدمی کے بڑھنے سے طاقت بڑھ جائے گی۔"

۲۔ "میں یہ کام کیوں کروں؟"

۳۔ "چلو ہم سب مل کر ایک ساتھ زور لگاتے ہیں۔"

۴۔ "جناب، مجھے معاف کر دیجیے۔"

غور کرو: اس سبق سے جارج واشنگٹن کی کون سی خصوصیت معلوم ہوتی ہے؟

سبق "لومڑی اور کچھوا" میں یہ جملہ آیا ہے۔

"تو، تو بڑی عقل مند ہے۔"

اس جملے میں لفظ "عقل مند" عقل + مند سے مل کر بنا ہے۔

نیچے دیے ہوئے لفظوں کے بعد 'مند' لگا کر دوسرے لفظ بناؤ۔

درد　　دولت　　فائدہ　　ہوش　　غیرت

۱۸

دھیرے دھیرے

گھر لوٹا سوُرج بے چارا دھیرے دھیرے
پھیل گیا ہر سوُ اندھیارا دھیرے دھیرے

آ پہنچا کوٹھے کے اوُپر چلتے چلتے
کھویا کھویا چاند ہمارا دھیرے دھیرے

دیکھو کیسا چمک رہا ہے ٹِم ٹِم ٹِم ٹِم
آسمان میں شام کا تارا دھیرے دھیرے

مانجھی گائے ، گاتا جائے ہَیّا ہَیّا
کشتی نے چھوُ لیا کنارا دھیرے دھیرے

چُپکے چُپکے نِندیا آئی سپنے لائی
سویا سب کا راج دُلارا دھیرے دھیرے

(عطاء الرحمٰن طارق)

ہرسُو - ہر طرف

اندھیارا - اندھیرا

مانجھی - کشتی چلانے والا

ہَیّاہَیّا - کشتی چلاتے وقت مانجھی ایسی آواز نکالتے ہیں

نِندیا - نیند

سپنے - خواب

مشق

- ایک جملے میں جواب لکھو:

۱۔ نظم میں کس وقت کا ذکر ہے؟

۲۔ چاند کیسا دِکھائی دے رہا ہے؟

۳۔ آسمان میں کیا چمک رہا ہے؟

۴۔ مانجھی کیا کر رہا ہے؟

۵۔ نظم میں راج دلارا سے کیا مراد ہے؟

- نیچے دیے ہوئے ہر لفظ کے سامنے کوئی دوسرا لفظ جوڑ کر نیا لفظ بناؤ۔ **مثال:** آر + پار = آر پار

کام ، ٹال ، آس ، جھٹ ، جھوٹ

اس نظم میں دھیرے دھیرے، ٹُم ٹُم ٹُم ٹُم جیسے لفظ آئے ہیں۔ لفظوں کو اس طرح تکرار سے استعمال کرنے پر بات میں زور پیدا ہوتا ہے۔

نظم سے ایسے ہی دوسرے لفظ تلاش کر کے لکھو۔

سونے کا درخت

دوپہر کو نازو اپنے ابّا کے ساتھ کھانا کھا رہی تھی۔ اتنے میں مالی ایک تازہ ناریل لایا۔ ابّا نے اُس میں ایک سوراخ کر کے نازو کو دیا۔ نازو سوراخ سے منہ لگا کر ناریل کا ٹھنڈا اور میٹھا پانی پینے لگی۔ پانی ختم ہو گیا تو ابّا نے ناریل کے دو ٹکڑے کر دیے۔ نازو چمچے سے کھرچ کھرچ کر اس کا بالائی جیسا سفید گودا کھانے لگی۔

کھانے کے بعد نازو اور اس کے ابا باغ میں ٹہلنے گئے۔ وہاں ناریل کے بڑے بڑے درخت یوں کھڑے تھے جیسے کسی نے چھاتے کھول دیے ہوں۔ ابّا نے نازو کو بتایا کہ ناریل کے درخت کو سونے کا درخت بھی کہتے ہیں۔ یہ سُن کر نازو کی بڑی بڑی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ "مگر ابّا! یہ درخت تو سونے کا نہیں، لکڑی کا ہے۔"

"ہاں بیٹی! یہ سونے کا بنا ہوا تو نہیں ہے مگر اس کا ہر حصّہ کسی نہ کسی کام میں آتا ہے۔ کوئی چیز بے کار نہیں جاتی اِسی لیے اِسے سونے کا درخت کہتے ہیں!"

نازو : ابّا، اِس کا تنہ تو اِتنا اونچا ہے۔ یہ کس کام آتا ہے؟

ابّا : اِس کے تنے سے ماہی گیر کشتیاں بناتے ہیں۔ اِس سے گھروں کی چھت بھی بنائی جاتی ہے۔

نازو : ابّا، اِس کے پتّے کتنے بڑے بڑے ہیں! ہَوا میں جھومتے ہوئے کتنے بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ اِن سے کیا بنتا ہوگا؟

ابّا : پتّوں سے؟ پتّوں سے تو بہت سی چیزیں بنتی ہیں۔ پنکھے بنتے ہیں، چٹائیاں بنتی ہیں، جھونپڑوں کی چھتیں چھائی جاتی ہیں۔

نازو : ابّا ناریل کو کھوپرا بھی تو کہتے ہیں؟

ابّا : ہاں بیٹی، کھوپرا کھایا بھی جاتا ہے اور اِس کا تیل بھی نکالا جاتا ہے۔کھوپرے کا تیل بہت کام کی چیز ہے۔اس سے طرح طرح کی مٹھائیاں بنتی ہیں۔ کچھ لوگ اِسے گھی کی بجائے کھانا پکانے میں استعمال کرتے ہیں۔کھوپرے کا تیل سر میں لگانے اور صابن بنانے کے کام بھی آتا ہے۔

نازو : ابّا، ناریل تو بڑے کام کی چیز ہے!

ابّا : ہاں، ہاں، ابھی تم نے پوری بات سُنی بھی نہیں ہے۔اس کے ریشوں سے رسّی بَٹی جاتی ہے۔اس رسّی کو 'کاتھا' کہتے ہیں۔کاتھے سے پائے دان اور چارپائیاں بُنی جاتی ہیں۔

نازو : اور ابّا،اس کے خول سے پانی نکالنے کے ڈونگے بھی تو بنائے جاتے ہیں۔

ابّا : ہاں نازو، یہ تم نے خوب کہا! ناریل کی ہر چیز کام میں آتی ہے،اسی لیے تو اِسے سونے کا درخت کہتے ہیں!

(احمد اقبال)

بالائی - ملائی

رسّی بٹنا - ریشوں کو بل دے کر رسّی بنانا

ماہی گیر - مچھیرا، مچھلیاں پکڑنے والا

چھاتا - چھتری

چھتیں چھانا - پتّوں اور گھاس پھوس سے چھت تیار کرنا

مشق

❁ **ایک لفظ میں جواب لکھو :**

۱۔ مالی کیا لے کر آیا؟
۲۔ ناریل کے تنے سے ماہی گیر کیا بناتے ہیں؟
۳۔ کھوپرے سے کیا نکالا جاتا ہے؟
۴۔ ناریل کے ریشوں سے کیا بنتا ہے؟

❁ **ایک جملے میں جواب لکھو :**

۱۔ ناریل کا پانی ختم ہونے پر ابّا نے کیا کِیا؟
۲۔ ناریل کا درخت دیکھنے میں کیسا لگتا ہے؟
۳۔ ناریل کے تنے سے کون سی چیزیں بنائی جاتی ہیں؟
۴۔ ناریل کے پتّوں سے کون سی چیزیں بنتی ہیں؟
۵۔ ناریل کے خول سے کیا بنایا جاتا ہے؟

❁ **مختصر جواب لکھو :**

۱۔ ابّا نے ناریل کے درخت کو سونے کا درخت کیوں کہا؟
۲۔ کھوپرا کس کام آتا ہے؟
۳۔ کھوپرے کے تیل کے کیا استعمال ہیں؟

❁ **نیچے دیے ہوئے لفظوں کے واحد لکھو :**

چھاتے ، کشتیاں ، پتّے ، پنکھے ، چٹائیاں ، چھتیں

☜ **غور کرکے بتاؤ :**

ایسا اور کون سا درخت ہے جس کے بہت سے فائدے ہیں؟

سرگرمی : اپنے استاد کی مدد سے معلوم کرو کہ بھارت میں ناریل کے درخت کن مقامات پر پائے جاتے ہیں۔

✳ **دی ہوئی مثال کے مطابق نیچے دیے ہوئے لفظوں سے پہلے 'بے' لگا کر دوسرے لفظ بناؤ :**

مثال : بے + کار = بے کار

صبر ، درد ، جان ، چارہ ، حد

۲۰

32PXYP

کاغذ کی ناؤ

ہوا کے زور سے لہرا رہی ہے
جھولے پر جھولے کھا رہی ہے
مگر اس پر بھی بہتی جارہی ہے
ہماری ناؤ بہتی جا رہی ہے

اگر ہے ناؤ کاغذ کی تو کیا ہے
بچانے والا اس کا دوسرا ہے
ہماری ناؤ کا حافظ خدا ہے
ہماری ناؤ بہتی جا رہی ہے

ہماری ناؤ بھی کیا ہے ، بَلا ہے
جہازوں کا سا اِس کا حوصلہ ہے
بہی جاتی ہے گو دریا چڑھا ہے
ہماری ناؤ بہتی جا رہی ہے

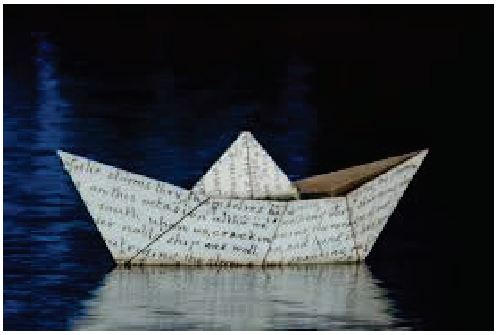

وہ اِک تنکے نے آ کر اس کو چھیڑا
لگا اِک بُلبلے کا پھر تھپیڑا
کرے گا تو ہی یا رب ، پار بیڑا
ہماری ناؤ بہتی جا رہی ہے

(اختر شیرانی)

جھکولے کھانا	-	ہلنا ڈُلنا، لہرانا
بچانے والا اس کا دُوسرا ہے	-	مراد اللہ تعالیٰ اسے بچانے والا ہے
حافظ	-	حفاظت کرنے والا، بچانے والا
بَلا	-	مراد بہت تیز
دریا چڑھا ہونا	-	سیلاب آنا
تھپیڑا لگنا	-	دھکا لگنا
بیڑا پار کرنا	-	ناؤ کو کنارے پر پہنچانا

مشق

ایک جملے میں جواب لکھو:

۱۔ بچّے کون سی ناؤ چلا رہے ہیں؟
۲۔ ناؤ کس کے زور سے چل رہی ہے؟
۳۔ ناؤ کو سچ مچ بچانے والا کون ہے؟
۴۔ تنکے نے آ کر کیا کِیا؟
۵۔ ناؤ کو کس کا تھپیڑا لگا؟

جوڑیاں لگاؤ:

الف	ب
(۱) ہوا کے زور سے	اس کا حوصلہ ہے
(۲) بچانے والا اس کا	اس کو چھیڑا
(۳) جہازوں کا سا	لہرا رہی ہے
(۴) وہ اک تنکے نے آ کر	دُوسرا ہے

سرگرمی:

کاغذ کی ناؤ بنا کر اسے بہتے پانی میں چلا کر دیکھو۔

۲۱

اپنی مدد آپ

32YU1C

ایک چِڑیا نے جوار کے کھیت میں گھونسلا بنایا۔ جب اُس کے اَنڈوں سے بچّے نکلے تو کھیت بھی پکنے کے قریب تھا۔ ایک دن چِڑیا گھونسلے سے باہر جانے لگی تو اس نے اپنے بچّوں سے کہا، ''میرے پیچھے اگر کھیت کا مالک یا اس کے گھر والے آئیں تو اُن کی باتیں غور سے سن کر مجھے بتانا۔''

چِڑیا کے جانے کے بعد کھیت کا مالک اور اس کا بیٹا وہاں آئے۔ باپ نے بیٹے سے کہا، ''میں سمجھتا ہوں کہ کھیت پک چکا ہے۔ کل صبح سویرے اپنے پڑوسیوں اور دوستوں کے پاس جاؤ اور اُن سے کہو کہ کھیت کاٹنے میں ہماری مدد کریں۔''

شام کو چڑیا اپنے گھونسلے پر واپس آئی۔ بچّے پر پھیلا کر چیں چیں کرنے لگے۔ انھوں نے کسان سے جو سنا تھا وہ کہہ سنایا اور بولے، ''ماں! ہمیں جلدی یہاں سے لے چل۔ کہیں کھیت کے ساتھ ہمارا گھونسلا بھی نہ کٹ جائے۔''

ماں نے کہا، ''بچّو! گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ کھیت کے مالک نے اپنے پڑوسیوں اور دوستوں پر بھروسہ کیا ہے۔ مجھے یقین ہے یہ کھیت کل نہیں کٹے گا۔''

دوسرے روز چڑیا جب باہر جانے لگی تو چلتے ہوئے کہتی گئی، ''بچّو! کھیت کے مالک کی باتیں غور سے سن کر مجھے بتانا۔'' کچھ دیر بعد کھیت کا مالک آیا۔ وہ بہت دیر تک پڑوسیوں اور دوستوں کا راستہ دیکھتا رہا لیکن وہاں کوئی نہ آیا۔ جب دھوپ تیز ہوگئی تو اس نے اپنے بیٹے سے کہا، ''ان دوستوں اور پڑوسیوں کا کوئی بھروسہ نہیں۔ تم اپنے چچازاد بھائیوں سے کہو کہ کل صبح کھیت کاٹنے میں ہمارا ہاتھ بٹائیں۔''

یہ بات سُن کر چڑیا کے بچّے بہت ڈرے۔ جیسے ہی اُن کی ماں آئی تو پَر پھیلا کر چیں چیں کر کے اُس سے بولے کہ آج یہ بات ہوئی ہے۔

یہ سُن کر چڑیا نے کہا، ''گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ مجھے نہیں لگتا کہ یہ رشتے دار اس کے کام آئیں گے۔''

اگلے دن جب چڑیا پھر باہر جانے لگی تو اس نے کہا، ''بچّو! کھیت کے مالک کی باتیں غور سے سُن کر مجھے

بتانا۔" یہ کہہ کر وہ چلی گئی۔ کچھ دیر بعد کھیت کا مالک وہاں آیا اور بہت دیر تک اپنے بھائی بھتیجوں کا انتظار کرتا رہا۔ دھوپ تیز ہوگئی لیکن وہاں کوئی بھی نہ آیا۔ کسان نے اپنے بیٹے سے کہا، "بیٹے! دیکھا، ہماری مدد کے لیے کوئی بھی نہیں آیا۔ اب تم دو درانتیاں تیز کر کے تیّار رکھو۔ کل ہم اپنا کھیت خود ہی کاٹیں گے۔"

یہ سُن کر چڑیا کے بچّے بہت ڈرے اور جیسے ہی اُن کی ماں آئی تو پَر پھیلا کر چیں چیں کر کے اپنی ماں کو سارا ماجرا کہہ سنایا۔

یہ باتیں سُن کر چڑیا نے کہا، "بچّو! اب ہمیں یہاں سے چلے جانا چاہیے۔ یہ کھیت اب کل ضرور کٹ جائے گا۔ جب آدمی اپنا کام آپ کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے، وہ کام ہو کر رہتا ہے۔" یہ کہہ کر وہ اُسی وقت اپنے بچّوں کو لے کر وہاں سے دوسری جگہ چلی گئی۔

دوسرے دن کھیت کے مالک اور اس کے بیٹے نے کھیت کی کٹائی شروع کر دی۔

(ڈاکٹر جمیل جالبی)

کھیت پکنا - فصل تیار ہونا

راستہ دیکھنا - انتظار کرنا

مشق

ایک جملے میں جواب لکھو:

۱۔ چڑیا نے گھونسلا کہاں بنایا؟
۲۔ کھیت کے مالک نے مدد کے لیے پہلے کس کو بلایا؟
۳۔ دُوسری بار کھیت کے مالک نے مدد کے لیے کس کو بُلایا؟

مختصر جواب لکھو:

۱۔ کوئی مدد کے لیے نہ آیا تو کسان نے بیٹے سے کیا کہا؟
۲۔ چڑیا کے بچّوں کو کس بات کا ڈر تھا؟
۳۔ چڑیا کو کیوں یقین تھا کہ کل کھیت کٹ جائے گا؟

سبق پڑھ کر خالی جگہ میں مناسب لفظ لکھو:

۱۔ میں سمجھتا ہوں کہ .... پک چکا ہے۔
۲۔ مجھے .... ہے یہ کھیت کل نہیں کٹے گا۔
۳۔ کھیت کے .... کی باتیں غور سے سُن کر مجھے بتانا۔
۴۔ یہ کھیت اب کل .... کٹ جائے گا۔

جوڑیاں لگاؤ:

الف	ب
آ گے	شام
دھُوپ	شک
صبح	چھاؤں
یقین	پیچھے

سرگرمی:

اپنے استاد سے کسی ایک فصل کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔

۲۲ ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر

338Q2Z

ایک زمانہ تھا جب ہمارے ملک میں ذات پات کا رواج عام تھا۔ بہت سے لوگ دَلتوں کو کم تر سمجھتے تھے۔ اُنھیں کنوؤں، جھیلوں اور تالابوں سے پانی لینے کی اِجازت بھی نہیں تھی۔ مہاڑ کا چَودار تالاب بھی اُن میں سے ایک تھا۔ آخر ایک دن لوگ اِس ناانصافی کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے اور چَودار تالاب کے کنارے پہنچ گئے۔

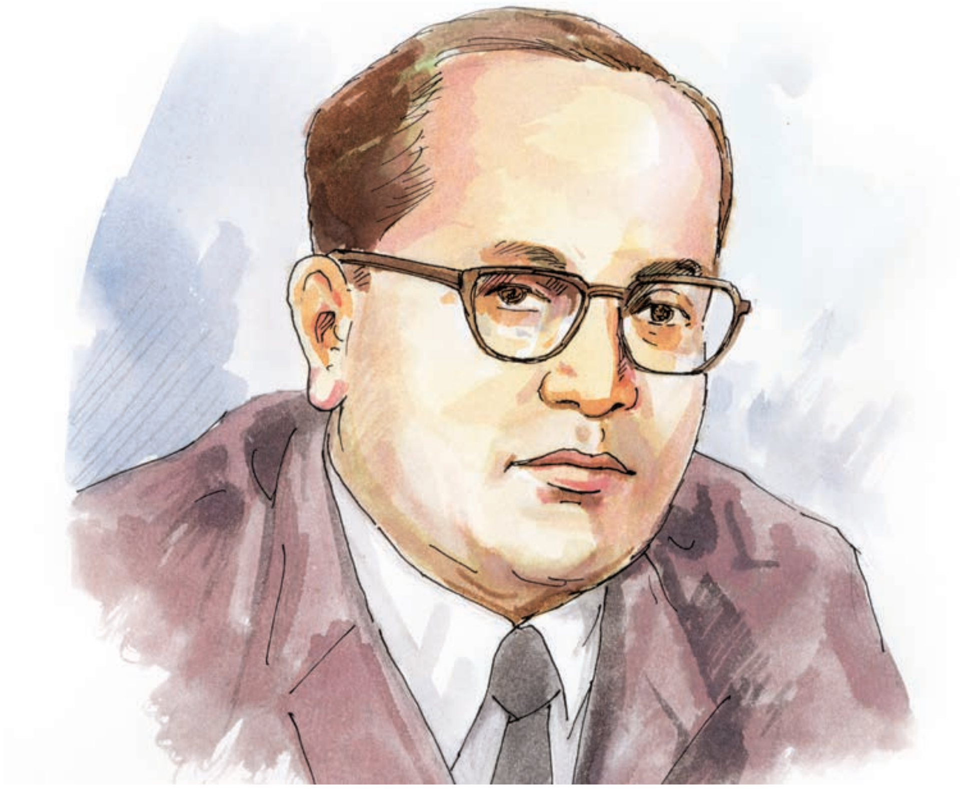

اُن کے لیڈر نوجوان بھیم راؤ امبیڈکر تھے۔ بھیم راؤ پچھڑی ذات سے تعلّق رکھتے تھے۔ سب سے پہلے اُنھوں نے تالاب میں اُتر کر پانی کو چُھوا۔ دُوسرے لوگوں کو بھی حوصلہ ملا اور انھوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ اس طرح تالاب کا پانی سب لوگوں کے لیے عام ہوگیا۔

ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر کا اصل نام بھیم راؤ سَکپال تھا۔ وہ ۱۸۹۱ء میں مدھیہ پردیش کے ایک گاؤں 'مہو' میں پیدا ہوئے۔ اُن کے والد رام جی سَکپال فوج میں ملازم تھے۔ بعد میں ملازمت ختم کرکے وہ ستارا میں آباد

ہوگئے۔ بھیم راؤ نے اپنی ابتدائی تعلیم یہیں حاصل کی۔ پچھڑی ذات کا ہونے کی وجہ سے اُنھیں تعلیم حاصل کرنے کے لیے کئی رُکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اسکوُل میں اُنھیں دوُسرے لڑکوں کے ساتھ بیٹھنے کی اِجازت نہیں تھی۔

اُن کے اسکول میں امبیڈکر نامی ایک اُستاد تھے۔ وہ بھیم راؤ کو بہت چاہتے تھے۔ بھیم راؤ کو بھی اپنے اُستاد سے بہت محبّت تھی۔ اس لیے وہ اپنا نام بھیم راؤ امبیڈکر لکھنے لگے۔ ابتدائی تعلیم پوُری کرنے کے بعد وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے انگلستان چلے گئے۔

انگلستان سے لوٹنے کے بعد ڈاکٹر امبیڈکر نے ملک سے ذات پات کی تفریق کو مٹانے کا پکّا اِرادہ کیا۔ اُس زمانے میں دَلِتوں کو مندروں میں جانے نہیں دیا جاتا تھا۔ ڈاکٹر امبیڈکر کی کوششوں سے ان کے لیے مندروں کے دروازے کُھل گئے۔

ڈاکٹر امبیڈکر کہا کرتے تھے کہ سماج میں عزّت کی زندگی گزارنے کے لیے تعلیم حاصل کرنا بے حد ضروری ہے۔ اُنھوں نے بہت سے اسکوُل اور کالج کھولے۔ عورتوں کی تعلیم پر بھی توجّہ دی۔ ڈاکٹر امبیڈکر ایک اچھے قانوُن داں تھے۔ آزاد ہندوُستان کا دستوُر بنانے کے لیے ایک کمیٹی بنائی گئی تھی۔ وہ اُس کمیٹی کے صدر تھے۔ ملک کا دستوُر بنانے میں ان کا بہت بڑا حصّہ ہے۔

۶ / دسمبر ۱۹۵۶ء کو بھارت کے اِس عظیم رہنما کی موت ہوگئی۔

(سلام بن رزّاق)

رواج	-	طریقہ، چلن
تفریق	-	فرق
دستوُر	-	قانون
عظیم	-	اونچے مرتبے والا
رہنما	-	لیڈر

مشق

- **ایک جملے میں جواب لکھو :**

۱۔ دلتوں کو کس بات کی اجازت نہیں تھی؟

۲۔ تالاب پر جانے والوں کی رہنمائی کون کر رہا تھا؟

۳۔ بابا صاحب امبیڈکر کا اصل نام کیا تھا؟

۴۔ بھیم راؤ نے اپنی ابتدائی تعلیم کہاں حاصل کی؟

۵۔ اسکول میں بھیم راؤ کو کس بات کی اجازت نہیں تھی؟

۶۔ انگلستان سے لوٹنے کے بعد بابا صاحب امبیڈکر نے کس کام کا ارادہ کیا؟

- **مختصر جواب لکھو :**

۱۔ تالاب کا پانی سب لوگوں کے لیے کس طرح عام ہوا؟

۲۔ بابا صاحب امبیڈکر نے تعلیم کو عام کرنے کے لیے کیا کیا؟

- **وجہ بتاؤ :**

۱۔ تعلیم حاصل کرنے میں بھیم راؤ کو رکاوٹ کا سامنا کرنا پڑا۔

۲۔ بابا صاحب امبیڈکر کو دستور بنانے والی کمیٹی کا صدر بنایا گیا۔

- **سبق پڑھ کر خالی جگہ میں مناسب لفظ لکھو :**

۱۔ ہمارے ملک میں ذات پات کا رواج عام ....۔ (تھے ، تھا)

۲۔ ان کے والد فوج میں ملازم ....۔ (تھا، تھے)

۳۔ بابا صاحب نے عورتوں کی تعلیم پر بھی توجہ ....۔ (دیا، دی)

- **نیچے دیے ہوئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کرو :**

رِواج ، اِجازت ، خلاف ، تعلیم

- **نیچے دیے ہوئے ہر لفظ کے سامنے کوئی دوسرا لفظ جوڑ کر نیا لفظ بناؤ :** **مثال :** ننّھا + مُنّا = ننھا منا

صاف .... کھیتی .... بھولی .... چِیخنا ....

- **سبق سے تلاش کر کے نیچے دیے ہوئے لفظوں کی ضد لکھو :**

خاص ، آگ ، شاگرد ، نفرت ، غلام

رس کی کھیر

3B8GH5

ایک روز کی بات ہے بھائی
رس کی ہم نے کھیر پکائی

پہلے رَس گنّے کا نکالا
اس کو ہانڈی میں پھر ڈالا

ہانڈی پھر چُولھے پہ چڑھائی
اُس کے نیچے آگ جلائی

چاول دھوکر رَس میں ڈالے
رَس کو ہِلایا دھیرے دھیرے

کھچ کھچ کرکے پکتی جاتی
ہم سب سے یہ کہتی جاتی

کس نے چاوَل ہیں اُپجائے
کھیت میں گنّے کس نے اُگائے

پک کر جب تیّار ہوئی تو
دی کچھ کھیر پڑوسن بی کو

خوش ہوکر ہم سب نے کھائی
کھیر تھی جیسے رَس کی ملائی

(خلیلؔ محمودی)

اُپجانا - اُگانا، پیدا کرنا

مشق

ایک جملے میں جواب لکھو:

۱۔ کس چیز کی کھیر پکائی گئی؟

۲۔ رَس کس برتن میں ڈالا گیا؟

۳۔ کھیر پکتے وقت کیسی آواز آ رہی تھی؟

۴۔ کھیر کس کو دی گئی؟

نظم پڑھ کر خالی جگہ میں مناسب لفظ لکھو:

۱۔ رَس کی ہم نے .... پکائی

۲۔ پہلے رَس .... کا نکالا

۳۔ چاوَل دھو کر .... میں ڈالے

۴۔ کھیر تھی جیسے رس کی ....

سرگرمی:

یہاں گنّے کے رَس میں چاول کی کھیر پکائی گئی ہے۔

کھیر پکانے کے لیے اور کون کون سی چیزیں استعمال کی جاتی ہیں، ان کے نام لکھو۔

دِل نہ دُکھے

مجھے بچپن کی بہت ساری باتیں آج بھی یاد ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ میری امّی طرح طرح کے مزے دار کھانے پکاتی تھیں اور ہم سب بڑے شوق سے کھاتے تھے۔

مَیں ایک روز کرکٹ کھیل کر گھر آیا۔ میں بہت تھکا ہوا تھا۔ ہاتھ منہ دھوکر بیٹھا ہی تھا کہ ابّو بھی آفس سے

آ گئے۔ امّی نے ایک ٹرے میں چائے اور توس لاکر میز پر رکھ دیے۔ میں نے ایک توس اُٹھایا لیکن وہ تھوڑا سا جلا ہوا تھا۔ مَیں نے اسے بڑی مُشکل سے کھایا۔ غور سے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ پلیٹ کے سارے توس ایسے ہی ہیں۔ کچھ دیر بعد کیا دیکھتا ہوں کہ ابّو نے وہ پلیٹ اپنے سامنے رکھ لی اور مزے لے کر توس کھا رہے ہیں۔ عام طور پر وہ جتنے توس کھاتے تھے، آج اس سے کچھ زیادہ ہی کھا گئے۔

چائے کے بعد مَیں اپنی میز پر پڑھائی کرنے کے لیے بیٹھ گیا لیکن پڑھائی میں طبیعت نہیں لگ رہی تھی۔

میں تعجّب کر رہا تھا کہ ابّو کو جلے ہوئے توس مزے دار کیوں لگے؟

اتنے میں ابّو امّی کی باتیں سُنائی دیں۔ امّی کہہ رہی تھیں، ”آج میری غلطی سے توس جل گئے۔ بیٹے مونس نے صرف ایک توس کھایا۔ آپ کو بھی وہ بدمزہ لگے ہوں گے؟“

پھر ابّو کی آواز آئی، وہ نرمی سے بول رہے تھے، ”توس بدمزہ کہاں تھے، اچھّے تھے۔ ویسے بھی مجھے جلے ہوئے توس پسند ہیں۔“

مَیں سوچنے لگا، ”بھلا جلے ہوئے توس بھی کسی کو پسند آتے ہیں۔ پھر ابّو نے ایسا کیوں کہا؟“

ابّو اپنے کمرے میں چلے گئے۔ مَیں بھی ان کے کمرے میں پہنچا۔ ابّو کچھ لکھنے میں مصرُوف تھے۔ مَیں نے سلام کیا اور اُن کی کرسی کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ ابّو نے سلام کا جواب دیا اور مُسکرا کر پُوچھا، ”کیا بات ہے؟“

”ابّو! کیا آپ کو جلے ہوئے توس پسند ہیں؟“

میرے اس سوال پر انھوں نے حیرت سے کہا، ”تم سے کس نے کہا؟“

مَیں نے اُنھیں بتایا کہ مَیں اُن کی باتیں سُن چکا ہوں۔

ابّو نے مجھے محبّت سے اپنے پاس دُوسری کرسی پر بٹھا لیا اور کہنے لگے، "بیٹا! تمھاری امّی دِن بھر ہماری خاطر کتنے کام کرتی ہیں۔ آج کسی وجہ سے توس جل گئے ہوں گے۔ وہ خود بھی پریشان ہیں۔ تم نے صرف ایک توس کھایا۔ اگر میں بھی ایسا کرتا تو وہ اور زیادہ شرمندہ ہوتیں۔ اس لیے مَیں نے انھیں خوشی سے کھا لیا۔"

ابّو کے کمرے سے نکلتے ہوئے مَیں سوچ رہا تھا، "میرے ابّو اور امّی کتنا خیال رکھتے ہیں کہ ایک دُوسرے کا دِل نہ دُکھے۔" (ماخوذ)

دِل نہ دُکھے	-	تکلیف نہ ہو، بُرا نہ لگے
توس	-	ٹوسٹ
طبیعت نہیں لگ رہی تھی	-	جی نہیں چاہتا تھا
ہماری خاطر	-	ہمارے لیے

مشق

ایک لفظ میں جواب لکھو:

۱۔ مزے دار کھانے کون پکاتا تھا؟

۲۔ بچّہ کیا کھیل کر گھر واپس آیا؟

۳۔ آفس سے کون آ گیا تھا؟

۴۔ امّی نے چائے کے ساتھ میز پر اور کیا رکھا؟

۵۔ نرمی سے کون بول رہا تھا؟

ایک جملے میں جواب لکھو:

۱۔ پلیٹ کے توس کیسے تھے؟

۲۔ چائے کے بعد مونس کیا کرنے بیٹھ گیا؟

۳۔ مونس کمرے میں پہنچا تو اس کے ابّو کیا کر رہے تھے؟

❁ مختصر جواب لکھو :

مونس اپنے ابّو کے کمرے سے نکلتے ہوئے کیا سوچ رہا تھا؟

❁ سبق پڑھ کر خالی جگہ میں مناسب لفظ لکھو :

۱۔ میری امّی طرح طرح کے .... کھانے پکاتی تھیں۔

۲۔ آج میری .... سے توس جل گئے۔

۳۔ میں بھی ان کے .... میں پہنچا۔

۴۔ اگر میں بھی ایسا کرتا تو وہ اور زیادہ .... ہوتیں۔

❁ یہ جملے کس نے کہے :

۱۔ "آج میری غلطی سے توس جل گئے۔"

۲۔ "ویسے بھی مجھے جلے ہوئے توس پسند ہیں۔"

۳۔ "ابّو! کیا آپ کو جلے ہوئے توس پسند ہیں؟"

۴۔ "تمھاری امّی دن بھر ہماری خاطر کتنے کام کرتی ہیں۔"

۵۔ "تم نے صرف ایک توس کھایا۔"

❁ نیچے دیے ہوئے جملے غلط ہیں یا صحیح، لکھو :

۱۔ مَیں ایک روز کبڈّی کھیل کر گھر آیا۔

۲۔ مونس نے صرف چار توس کھائے۔

۳۔ مَیں نے وہ بسکٹ خوشی سے کھا لیے۔

۴۔ ویسے بھی مجھے جلے ہوئے توس پسند ہیں۔

۵۔ ابّو اخبار پڑھنے میں مصروف تھے۔

سرگرمی : لکھو کہ اس کہانی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے۔

❁ سبق میں یہ جملہ آیا ہے : "آپ کو بھی توس بدمزہ لگے ہوں گے؟"

اس جملے میں لفظ "بدمزہ" بد+مزہ سے مل کر بنا ہے۔

نیچے دیے ہوئے لفظوں سے پہلے لفظ 'بد' لگا کر دوسرے لفظ بناؤ۔

صوُرت ، تمیز ، حال ، اخلاق ، نام

۲۵

وطن کا گیت

3BR8ZF

اے وطن ، اے وطن جاں سے پیارے وطن
کردیں تجھ پر فِدا اپنا تن اور من
اے وطن ، اے وطن
جاں سے پیارے وطن

گنگا جمنا تری جیسے دو بیٹیاں
جن کے دم سے ہری ہوتی ہیں کھیتیاں
سونا اُگلے زمیں لہلہائیں چمن
اے وطن ، اے وطن
جاں سے پیارے وطن

سارے سنسار میں تاج مشہوٗر ہے
نام اجنتا کا بھی پاس اور دوٗر ہے
ہے ترے ہار کا اِک نگینہ دکن
اے وطن ، اے وطن
جاں سے پیارے وطن

ہم میں گاندھی بھی ہیں ہم میں نہروٗ بھی ہیں
ہم میں آزاد بھی ہم میں ٹیپوٗ بھی ہیں
توٗ نے پیدا کیے کیسے کیسے رتن
اے وطن ، اے وطن
جاں سے پیارے وطن

(ماخوذ)

تن - جسم

من - دِل

جن کے دَم سے - جن کی وجہ سے

سونا اُگلے زمیں - مراد زمین سے خوب اناج اُگتا ہے

سنسار - دُنیا

تاج - آگرے کا تاج محل

اجنتا - اورنگ آباد کے پاس کے مشہور غار

ہار - گلے کا زیور

رتن - ہیرا، نگینہ

مشق

- ایک جملے میں جواب لکھو:

۱۔ شاعر اپنی جان کس پر قربان کرنا چاہتا ہے؟

۲۔ گنگا، جمنا کے بارے میں شاعر کیا کہتا ہے؟

۳۔ شاعر نے رتن کن کو کہا ہے؟

- اِس نظم کو زبانی یاد کرو۔
- پہلے بند میں "وطن، تن، من" ایک جیسی آواز والے لفظ ہیں۔ نظم سے اسی طرح ایک جیسی آواز والے دوسرے لفظ ڈھونڈ کر لکھو۔

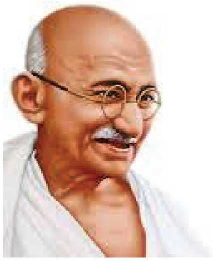

* اپنے استاد کی مدد سے ایک جیسے معنی والے لفظ سے خالی دائروں کو پُر کرو۔

باغ	جگ	پاؤں	بہشت	سُرخ
گلشن	....	....	....	....

ناؤ	لہر	گھر	پھوُل	سیاہ
....	....	....	....	....

نزدیک	فقیر	سال	سدا	روشن
....	....	....	....	اُجلا

* دیے ہوئے لفظوں کے گروپ کو پڑھ کر اُس میں سے ایسا لفظ تلاش کرو جو دونوں طرف سے پڑھنے پر صحیح ہو:

مثال: ریت > تیر

شان کان دان جان > .... نوک توس تول نوٹ > ....

زور غور دور موج > .... زیب جیب بیر بیل > ....

راگ باغ رات جاگ > .... ہوش حوض ڈور جوش > ....

لوگ سوگ روٹ مول > .... نیک ایک پھینک دیکھ > ....

لات مات ذات سات > .... سیب عیش قید تیس > ....

باپ آپ ناچ ناپ > .... قاش گھاس لاش ساق > ....

इयत्ता १ ली ते ८ वी साठीची पाठ्यपुस्तक मंडळाची वैशिष्ट्यपूर्ण पुस्तके

- मुलांसाठीच्या संस्कार कथा
- बालगीते
- उपयुक्त असा मराठी भाषा शब्दार्थ संग्रह
- सर्वांच्या संग्रही असावी अशी पुस्तके
- स्फूर्तीगी
- गीतमंजुषा
- निवडक कवी, लेखक यांच्या कथांनी युक्त पुस्त

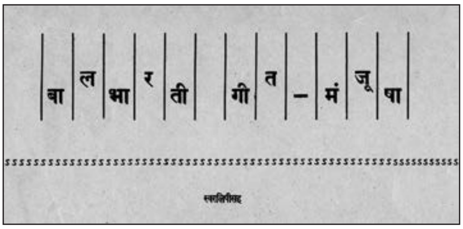

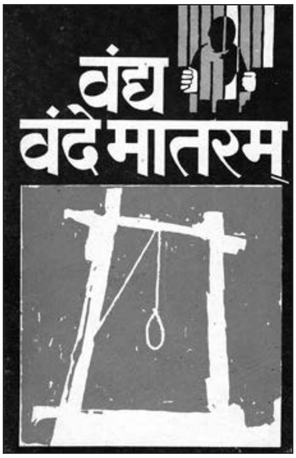

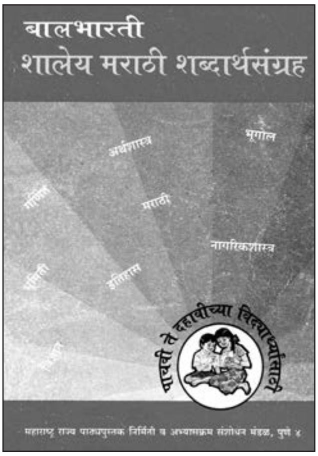

पुस्तक मागणीसाठी www.ebalbharati.in, www.balbharati.in संकेतस्थळावर भेट द्या.

साहित्य पाठ्यपुस्तक मंडळाच्या विभागीय भांडारांमध्ये विक्रीसाठी उपलब्ध आहे.

ebalbharati

विभागीय भांडारे संपर्क क्रमांक : पुणे - ☎ २५६५९४६५, कोल्हापूर- ☎ २४६८५७६, मुंबई (गोरेगाव) - ☎ २८७७१८४२, पनवेल - ☎ २७४६२६४६५, नाशिक - ☎ २३९१५११, औरंगाबाद - ☎ २३३२१७१, नागपूर - ☎ २५४७७१६/२५२३०७८, लातूर - ☎ २२०९३०, अमरावती - ☎ २५३०९६५

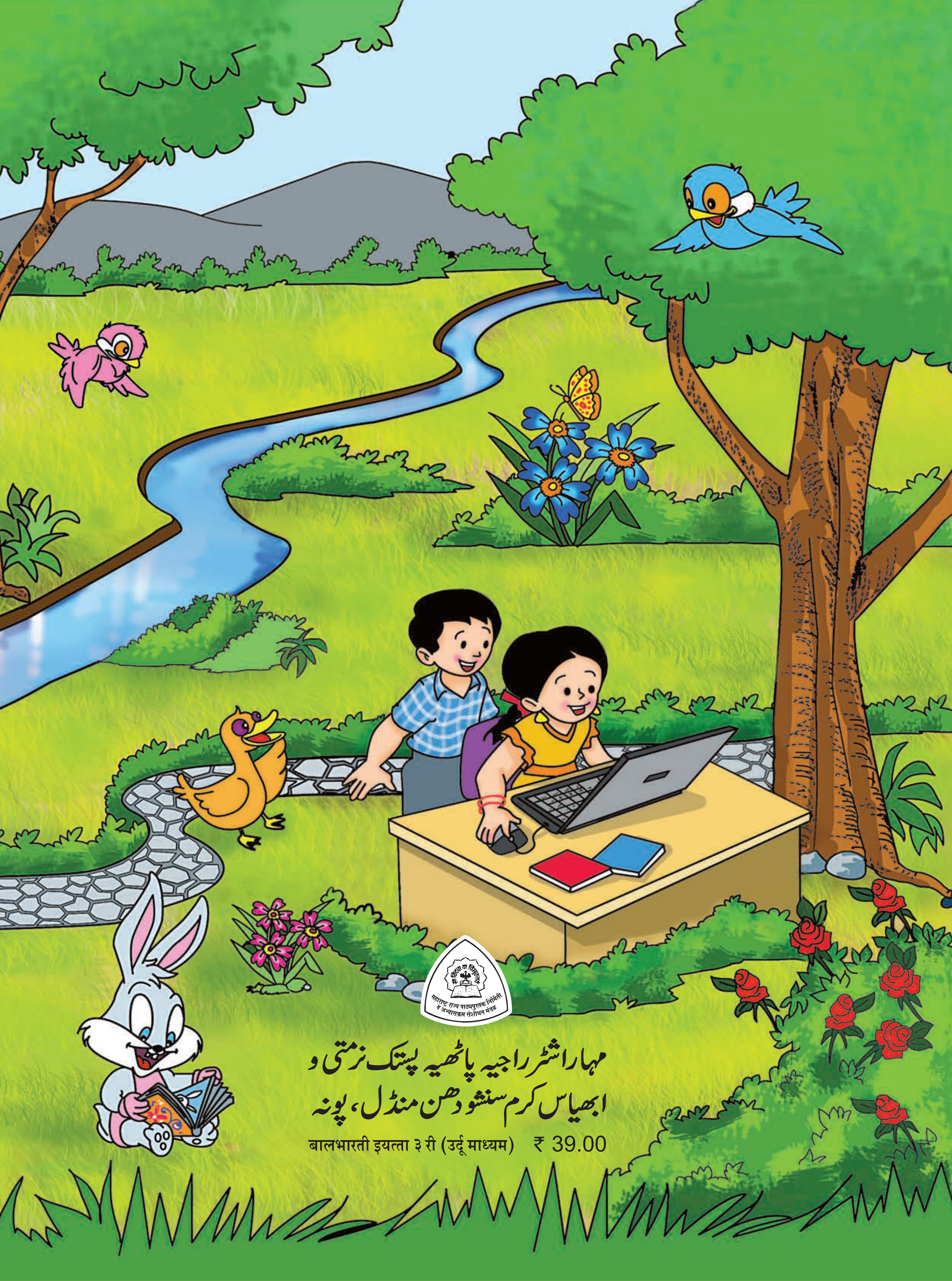

सा विद्या या विमुक्तये
महाराष्ट्र राज्य पाठ्यपुस्तक निर्मिती व अभ्यासक्रम संशोधन मंडळ

مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و
ابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ

बालभारती इयत्ता ३ री (उर्दू माध्यम) ₹ 39.00